3093

حدیثِ نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ازقلم

رئیس العلماء حضرت علامہ قاضی غلام محمود صاحب ہزاروی دامت برکاتہم العالیہ

ناشر

ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور (پاکستان)

Marfat.com

یہ کتاب مُفت تقسیم ہوگی

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهٗ فَاِذَا هُوَ زَاهِقٌ ؕ وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُوْنَ ○ سورۃ الانبیاء آیت

بلکہ ہم حق کو باطل پر پھینک مارتے ہیں تو وہ اسکا بھیجا نکال دیتا ہے تو جبھی وہ مٹ کر رہ جاتا ہے اور تمہاری خرابی ہے اُن باتوں سے جو بناتے ہو۔ (کنز الایمان)

حدیثِ نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

جسمیں

رئیس العلماء حضرت علامہ قاضی غلام محمود صاحب ہزاروی دامت برکاتہم العالیہ نے قرآن مجید، احادیث مبارکہ و اجماع صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین اور قیاس شرعی کی روشنی میں نورِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوّل الخلق ہونے پر سیر حاصل بحث کی ہے اور مخالفین و معاندین (خصوصاً وہابیہ کے مولوی سلیمان ندوی اور مولوی حبیب الرحمٰن کاندھلوی) کے اعتراضات کے مدلل و مسکت جوابات دیئے ہیں

شائع کردہ

ادارہ غوثیہ رضویہ کرم پارک مصری شاہ لاہور (پاکستان)

Marfat.com

86212

نام کتاب ---------- حدیثِ نور
مصنف ---------- حضرت علامہ قاضی غلام محمود صاحب ہزاروی مدظلہ العالی
پروف ریڈنگ ----------
کتابت ---------- ذاکر حسین باجوہ
اشاعت ---------- باراول
تعداد ---------- ۱۱۰۰
ناشر ---------- ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور

ہدیہ ---------- ایصال ثواب بحق امام المناظرین
حضرت علامہ صوفی محمداللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

نوٹ

بیرون جات کے حضرات ۳ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر کتاب طلب فرمائیں۔

Marfat.com

3093

فہرست

نمبر شمار	موضوع	صفحہ نمبر
۱	استفتاء	۱
۲	الجواب	۳
۳	حدیث نور پر دلائل	۳
۴	تلقیٔ امت بھی حدیث کی صحت کی دلیل ہے۔	۵
۵	حرفِ آخر	۹
۶	ضمیمہ	۱۰
۷	کاندھلوی کے اعتراضات	۱۱
۸	اعتراضات کے جوابات	۱۴
۹	لفظ نور پر مفسرین کی تصریحات	۱۵
۱۰	اعتراض دوم اور اس کا جواب	۲۳
۱۱	ایک سوال اور اس کا جواب	۲۵
۱۲	اعتراض سوم اور اس کا جواب	۲۹
۱۳	ایک سوال اور اس کا جواب	۳۰
۱۴	اعتراض چہارم کی شرطیں اور ان کے جواب	۳۷
۱۵	شرط نمبر ۱ اور اس کا جواب	۳۷
۱۶	شرط نمبر ۲ اور اس کا جواب	۳۷
۱۷	شرط نمبر ۳ اور اس کا جواب	۳۸
۱۸	شرط نمبر ۴ اور اس کا جواب	۳۸
۱۹	شرط نمبر ۵ اور اس کا جواب	۳۸
۲۰	کاندھلوی کے اعتراض ۵ اور ۶ کا جواب	۳۸
۲۱	اعتراض ہفتم اور اس کا جواب	۴۱
۲۲	فیصلہ	۴۱
۲۳	کاندھلوی اور اس کے ہم نواؤں سے چند سوال	۴۳

Marfat.com

عرضِ ناشر

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ . والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ اٰلہ وصحبہٖ اجمعین

قارئین کرام! بفضلہٖ تعالیٰ ادارہ غوثیہ رضویہ کو معرضِ وجود میں آئے ہوئے اگرچہ سات سال بیت چکے ہیں لیکن واقعہ یہ ہے کہ ۱۹۸۷ء تک دینی، مذہبی و اصلاحی لٹریچر کی نشر و اشاعت کا کام ادارہ کے اغراض و مقاصد میں شامل نہیں تھا، مگر ۱۹۸۷ء میں جب کچھ عاقبت نا اندیش لوگوں نے سرمایۂ اسلاف، امامِ انقلاب، حکیم اہلسنت الحاج حکیم محمد موسیٰ صاحب امرتسری صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے عظیم تبلیغی مشن کو تباہ کرنے کی مذموم سعی کی اور مرکزی مجلس لاہور (قائم شدہ) کو از خود ختم کرنے کا اعلان کر دیا تو پوری دنیائے اہلسنت میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ اُن ہی دنوں کی بات ہے کہ ادارہ غوثیہ رضویہ کے اراکین نے اس بات کا فیصلہ کیا آئندہ سے صحیح اسلامی فکر پر مبنی لٹریچر کی نشر و اشاعت کا مبارک کام بھی ادارہ کے اعلیٰ و ارفع میں شامل ہو گا۔ اور ارادۂ اصلاح کے پیشِ نظر اس بات کا بھی عزم باندھا کہ جن لوگوں نے اہلسن کے اس مردِ حق شناس و حق گو اور مجسمۂ خلوص و ایثار کے عظیم تبلیغی مشن کو دھچکا لگایا ہے اُن بنگال اور میر دکن کی معنوی اولاد کا بھی اسوقت تک تعاقب کیا جائے گا۔ جب تک وہ لو اپنے احوال کی اصلاح نہ کریں اور جبہ و دستار کے ظاہری تقدس کی آڑ میں سادہ لوح مسلما کے جذبات کے ساتھ کھیلنے سے عملاً توبہ نہ کرلیں۔

قارئینِ اہلسنت! اللہ تبارک و تعالیٰ کا یہ احسانِ عظیم ہے کہ آپ کا یہ ادارہ اپنے اشاعتی کے عہد کی حتی المقدور پابندی کرتے ہوئے قلیل عرصہ میں محدود ذرائع کے باوجود مندرجہ ذ کتابیں شائع کر کے مفت تقسیم کر چکا ہے۔

(۱) اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تاریخ گوئی از رئیس التحریر مولانا عبد الحکیم خان صاحب اختر شاہجہاں

(۲) کلمۂ حق از ...

Marfat.com

(۳) مسائل اعتکاف از حضرت علامہ مفتی وقار الدین صاحب

(۴) حجب العوارعن مخدوم بہار از امام اہلسنت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۵) المیلاد النبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم از محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ ترجمہ مفتی غلام معین الدین نعیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔

اور اب بفضلہ تعالیٰ و رسولہ الکریم (جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) مندرجہ ذیل کتب شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

(۱) غائبانہ نماز جنازہ کی شرعی حیثیت از امام اہلسنت اعلیحضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(۲) فضائل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا از رئیس العلماء حضرت علامہ قاضی غلام محمود ہزاروی

(۳) حدیث نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم از " " " " " " " "

(۴) فضل خدا بطفیل اولیاء از " " " " " " " "

(۵) فتنۂ خارجیت از " " " " " " " "

(۶) الحق الصریح فی عدد رکعات التراویح از " " " " " " " "

(۷) التنویر لدفع ظلام التحذیر از شیخ القرآن حضرت علامہ غلام علی اوکاڑوی

(۸) راہِ اعتدال از رئیس العلماء حضرت علامہ قاضی غلام محمود ہزاروی

(۹) مرزا طاہر کے مباہلے کے چیلنج کا مدلل جواب از " " " " " " " "

(۱۰) غیر مسلموں سے میل جول کی شرعی حیثیت از " " " " " " " "

مذکورہ بالا کتب مبلغ ۱۵ روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مفت حاصل کریں۔

پرستاران حق اور متلاشیان حق کے لیے یہ خبر بڑی خوشی و انبساط کا باعث ہو گی کہ ادارہ ہٰذا انشاء اللہ العزیز مستقبل قریب میں درج ذیل کتب بھی شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

(۱) معلومات قرآن رئیس العلماء حضرت علامہ قاضی غلام محمود ہزاروی

(۲) کلمۂ حق رئیس التحریر حضرت مولانا عبد الحکیم خاں اختر شاہجہانپوری

(۳) ردِ شہاب ثاقب مفتی سنبھل حضرت مولانا مفتی محمد اجمل صاحب علیہ الرحمۃ۔

Marfat.com

ضروری گذارش

قارئین کرام! آپ بخوبی سمجھتے ہیں کہ دورِ حاضر میں صحیح اور عام فہم دینی لٹریچر کی فراہمی کس قدر ضروری ہے۔ جبکہ اعتقادی و عملی برائیاں نت نئے رُوپ اور پرکشش انداز میں بڑھتی جارہی ہیں۔ ان حالات میں دیگر مذہبی و اصلاحی پروگراموں کی طرح اسلامی تعلیمات کے فروغ کے لیے صحت مند لٹریچر کی اشاعت از حد ضروری ہے۔ ہر درد مند مُسلمان اس دینی ضرورت کا احساس کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔

اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ اور رسُول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عطاکردہ دین کے ہمہ گیر غلبہ کا احساس رکھنے والے مُسلمانوں سے پُرزور اپیل ہے کہ خُدارا اپنے اس دینی احساس کو بے جا دنیا طلبی کی رو میں ضائع مت کیجئے۔ اور فری اسلامک لٹریچر کی اشاعت میں ادارہ کیساتھ جان و مال سے تعاون فرمائیے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ بجاہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم آپکے جانی و مالی تعاون کو شرفِ قبُولیت عطا فرمائے اور عالم اسلام کے مسلمانوں کے ایمان و عمل اور عزت و آبرو کی حفاظت فرمائے اور دین و دنیا کے راستوں پر آنے والے جملہ آلام و مصائب کو صبر و استقامت کیساتھ برداشت کرنیکی ہمت و توفیق عطا فرمائے۔

اظہارِ تشکر

ہم دل کی اتھاہ گہرائیوں سے اپنے ان تمام کرم فرماؤں کے شکر گزار ہیں جو ہر کٹھن وقت میں ہمیں مفید مشوروں سے نوازتے رہے اور دستِ تعاون دراز فرماتے ہوئے ہمارے حوصلے بڑھاتے رہے۔ اس مقام پر ہم استاذ العلماء حضرت مولانا قاضی غلام محمود ہزاروی

Marfat.com

مدظلہٗ العالی کے خصوصی طور پر ممنون ہیں کہ وہ ہمیں اپنی فاضلانہ و محققانہ قلمی نگارشات استفادہ عام کے لیے بلا معاوضہ چھاپنے کے لیے عنایت فرماتے ہیں۔

بعض عربی عبارات پر اعراب لگانے کے سلسلہ میں ہم اپنے دیرینہ کرم فرما جناب محترم مولانا ظہور احمد جلالی صاحب کے بھی شکر گزار ہیں کہ جن کے توسط سے ہمیں مولانا ہزاروی مدظلہٗ العالی جیسے گوہر یکتا تک رسائی حاصل ہوئی۔

اراکینِ ادارہ فاضلِ نوجوان مولانا سید غلام مصطفےٰ بخاری عقیل صاحب مدظلہٗ العالی خطیب و امام جامع مسجد حضرت شاہ ابوالمعالی علیہ الرحمۃ و مدرس جامعہ نظامیہ لاہور کے بھی تہہ دل سے شکر گزار ہیں کہ جن کی خدمت میں جب کبھی بھی حاضر ہوئے انہوں نے بلا تردد اپنا بیش بہا قیمتی وقت دیا اور کافی عربی عبارات کو صحیح طریقے سے لکھنے اور اعراب لگانے میں خلوص و شفقت بھرا تعاون فرمایا۔

ادارہ غوثیہ رضویہ کے اراکین اپنے تمام پر خلوص معاونین و متعلقین کے تہہ دل سے شکر گزار ہیں۔

دُعا ہے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ہم سب کو دینی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصے لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین! ثم آمین۔

(اراکینِ ادارہ)

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ والصّلوۃ والسّلامُ علی رسولہٖ الکریم وعلی اٰلہٖ وصحبہٖ اجمعین ۔

پیش لفظ

امت مسلمہ پر اپنے نبی کریم رؤف رحیم علیہ الصلوۃ والتسلیم کے بے شمار احسانات ہیں سے ایک عظیم احسان یہ بھی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری امت میں انتشار وافتراق پیدا کرنے والے علماء ومشائخ کے ہتھکنڈوں کی بڑی صراحت کیساتھ نشاندہی فرمادی ہے تاکہ مسلمان ایسے ضال ومضل مذہبی راہنماؤں کے خیالات باطلہ وآرائے فاسدہ وجدیدہ سے اپنے ایمان وعمل کو محفوظ رکھ سکیں۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد پاک ہے یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَاْتُوْنَکُمْ مِّنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاهُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ (مشکوٰۃ ۲۸ بحوالہ مسلم شریف)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: آخری زمانہ میں کچھ دھوکے باز جھوٹے لوگ پیدا ہونگے جو تمہارے سامنے ایسی باتیں بیان کریں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی نہ ہی تمہارے باپ دادا نے اُن سے بچنا کہیں تمہیں گمراہ نہ کر دیں اور تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دیں اس حدیث پاک کی شرح میں شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ الباری لمعات شرح مشکوۃ جلد اول کے صفحہ ۲۲۱ پر فرماتے ہیں۔

یرون انفسهم علماء ومشائخ من اهل النصیحة والصلاح ثم یدعون الی مذاهبهم الباطلة وآرائهم الفاسدة۔

یعنی وہ دجال اور کذاب لوگ خود کو علماء اور مشائخ، نصیحت اور اصلاح کرنے والے سمجھتے ہوں گے۔ لوگوں کو اپنے باطل مذاہب اور اپنے بُرے خیالات کیطرف بلائیں گے شیخ محقق علیہ الرحمۃ اسی حدیث پاک کی تشریح میں مزید فرماتے ہیں۔

Marfat.com

المراد بعد السماع المذکور عدم ثبوتها فی الدین ولکونها بهتانا و افترائً فیہ۔

نہ سُننے سے مراد ہے کہ ان باتوں کا دین میں کوئی ثبوت نہ ہوگا۔ وہ صرف بہتان اور افترا ہی ہوگا۔

قارئین کرام! ایسے ہی خیالاتِ باطلہ و نظریاتِ جدیدہ کا اظہار مولوی حبیب الرحمٰن کاندھلوی صاحب نے اپنی کتاب بنام "مذہبی داستانیں اور انکی حقیقت" میں اکثر مقامات پر کیا ہے۔ جن کا شریعتِ محمدیہ (علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام) میں کوئی ثبوت نہیں۔ خود ساختہ نظریات کے موجد مولوی کاندھلوی صاحب کے تعارف و تعلق کے سلسلہ میں کتاب مذکورہ کے صفحہ ۶ پر مرقوم ہے

" علامہ حبیب الرحمٰن صاحب کی ننھیال مفتی الٰہی بخش کی اولاد ہے۔ . . . . یہ قصبہ جھنجھانہ کے رہنے والے تھے بعد میں قصبہ کاندھلہ میں آکر مقیم ہو گئے تھے۔ انگریزوں کا ساتھ دینے کی بدولت مراعات سے نوازے گئے۔ ان ہی کی اولاد میں مولوی ذکریا صاحب، مولوی الیاس صاحب (بانی تبلیغی جماعت رائیونڈ راقم) اور مولوی ادریس کاندھلوی ہیں"۔

کتاب مذکورہ کے صفحہ ۹ پر مرقوم ہے۔

آپ نے ۱۳۴۳ھ میں مدرسہ سے فراغت پائی طالب علمی کے زمانے میں تعلیم کے ساتھ ساتھ تبلیغی مشاغل بھی جاری تھے۔ مولانا الیاس صاحب مرحوم کے ساتھ تبلیغی دستوں میں میوات کا کئی بار گشت کیا۔ . . . . . دلی کے بڑے بڑے علماء . . . . . مثلاً مفتی کفایت اللہ مرحوم، مولانا احمد سعید مرحوم اور مولانا رشید احمد گنگوہی کے خلفاء میں سے مولانا عاشق الٰہی میرٹھی مولانا اشرف علی تھانوی اور دیگر بڑے علمائ کے پاس اٹھنے بیٹھنے کے بارہا مواقع ملے۔

صفحہ ۱۱ پر مرقوم ہے۔

۱۴ اگست (۱۹۴۷ء) کے بعد پنجاب اور یو۔پی میں فسادات کی ابتدا ہوگی تو آپ والدہ اور بھائیوں کو لے کر کاندھلہ سے بھوپال چلے گئے . . . . چند ماہ بھوپال میں قیام رہا شام کا وقت علامہ سلیمان ندوی کی خدمت میں گزارتے رہے اور اکتسابِ فیض کرتے رہے۔

معلوم ہوا کہ مولوی کاندھلوی صاحب نے بھی اپنے دینی و مذہبی پیشواؤں کی طرح

Marfat.com

قرآن و حدیث کی آڑ میں اسلام میں اپنے خیالات قبیحہ و نظریات باطلہ داخل کرنے کی مذموم کوشش کی ہے۔ یہ چند سطور کاندھلوی صاحب کے تعارف کے طور پر ان کی کتاب سے بلفظہٖ نقل کی گئی ہیں۔ آمدم برسر مطلب :-

یوں تو کاندھلوی صاحب کی کتاب کا اکثر و بیشتر حصہ حقائق کا منہ چڑانے والا اور قابل تردید ہے۔ لیکن فی الحال جس مقالہ نافعہ کے لیے یہ چند ابتدائی کلمات تحریر کیے جا رہے ہیں وہ تحقیقی مقالہ رئیس العلماء حضرت مولانا قاضی غلام محمود صاحب ہزاروی مدظلہٗ نے باری تعالیٰ کی صفت جلیلہ نور اور نور محمدی کی تخلیق کے منکر و معترض کاندھلوی صاحب کے اُن لایعنی اعتراضات اور لچر سوالات کے جواب میں تحریر کیا ہے۔ جو انہوں نے اپنی کتاب "مذہبی داستانیں اور انکی حقیقت" کے حصہ اول کے صفحہ ۶۸ تا صفحہ ۷۲ پر "نور نبوی کی تخلیق" کے عنوان کے تحت اٹھائے ہیں اور یہی مضمون ماہنامہ اشراق دسمبر ۱۹۸۷ء کی اشاعت میں شامل کیا گیا ہے۔ ہم مقالہ نگار حضرت قاضی صاحب مدظلہٗ سے اُمید کرتے ہیں کہ وہ کاندھلوی صاحب کی بقیہ نام نہاد تحقیقات کا علمی و تحقیقی محاسبہ فرمائیں۔

علاوہ ازیں کتاب "مذہبی داستانیں" کی ناشر "انجمن اسوۂ حسنہ" کے اراکین سے توقع کرتے ہیں کہ وہ اپنے اُس قول جس کا اظہار انہوں نے کتاب مذکورہ کے صفحہ ۱۹ پر کیا ہے کہ "انجمن ہذا (انجمن اسوۂ حسنہ) ایسے حضرات کی بھی بے حد ممنون ہو گی جو ہماری اس تحقیقی کاوش پر ہماری کسی غلطی کی نشاندہی فرمائینگے یا معقول اعتراض وارد کرینگے تاکہ معقول اعتراضات کو خندہ پیشانی سے قبول کرتے ہوئے کتاب کی آئندہ متوقعہ اشاعت میں، تصحیح کیجا سکے"۔

کی پاسداری کریں تا کہ مسئلہ زیر بحث کی اصل صورت حال سے مسلمان عوام آگاہ ہو سکیں۔

دلی التجا ہے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ بجاہ نبی کریم علیہ التحیہ والثناء حضرت علامہ قاضی صاحب مدظلہٗ العالی کے تحقیقی مقالہ کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور معتقدین نور محمدی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ایمان و عمل کو مستحکم کرنیکا وسیلہ بنائے اور منکرین و معاندین کے لیے واضح حجت بنائے۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہٖ نور عرشہٖ محمد وآلہٖ واصحبہٖ اجمعین۔

(ادارہ)

Marfat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ۝

اِسْتِفْتَاء

سوال:۔ حدیث نور، جس میں یہ ذکر آتا ہے کائنات کی تخلیق سے قبل اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا فرمایا تھا، پھر اس نور کے حصے کرکے اُن سے لوح و قلم، آسمان و زمین، جنت و دوزخ، فرشتے، سورج و چاند اور جن و انس وغیرہ کو پیدا فرمایا۔ "قابل استدلال نہیں کیونکہ یہ منقطع السند ہے۔ چنانچہ مولوی سلیمان ندوی کہتے ہیں کہ اس حدیث کو جس مأخذ سے نقل کیا جاتا ہے وہ ہے کتاب "مصنف عبدالرزاق" یہ کتاب اس حدیث کا اصل مأخذ و مخرج ہے اور دوسرے لوگوں نے اسی سے لیکر اس کو نقل کیا ہے۔ اور میں (مولوی سلیمان ندوی) نے "مصنف عبدالرزاق" کا نسخہ استنبول میں دیکھا تھا جس میں اس حدیث کو تلاش کرکے دیکھا تو اس کی سند سے کئی راوی محذوف تھے یعنی اس کی اسناد میں جابجا بعض راویوں کے ناموں کا ذکر نہیں کیا گیا تھا۔ تو اس لحاظ سے یہ حدیث منقطع قرار پائی۔ لہٰذا اس حدیث کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نورِ مجسم ہونے کے اثبات کے لیے پیش نہیں کیا جاسکتا۔ کیونکہ کیا معلوم کہ جو راوی اس کی سند سے گرے ہوئے ہیں وہ کس قسم کے ہیں؟ ثقہ ہیں یا غیر ثقہ۔ قابل روایت ہیں یعنی اس قابل ہیں یا کہ اپنے حالات کے لحاظ سے اس قابل ہی نہیں کہ اُن پر احادیث نبویہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے باب میں اعتماد کیا جائے۔

نوٹ:۔ یہ ساری تقریر بعض دیوبندیوں خصوصاً مولوی غلام اللہ پنڈوی کی ہے لہٰذا بتایا جائے کہ ان کا یہ بیان صحیح ہے یا غلط اگر صحیح ہے تو پھر اہل سنت و جماعت بریلوی حضور

Marfat.com

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نورِ مجسّم کیوں مانتے ہیں اور اس مسئلہ پر بہت زور کیوں دیا کرتے ہیں، کیونکہ جب عقیدہ نورِ مجسّم کی بنیاد ہی کمزور ہے یعنی "مصنّف عبدالرزاق" کی یہی روایت مذکورہ بالا تو پھر عمارت کا حال خود معلوم کرلیں۔

اگر مذکورہ بالا اعتراض غلط ہے تو پھر اس اعتراض کا محدثانہ طور پر جواب دے کر شکریہ کا موقع فراہم کریں۔ مہربانی۔

بیّنوا بالدلیل، توجروا اجرالجزیل۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

الحمد للہ وکفیٰ والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ المصطفیٰ وآلہٖ واصحٰبہٖ اولی الصدق والصفا

الجواب

الجواب :۔ باسم الملھم للصواب۔

حامداً و مصلیاً و مسلماً ط امام اجل سیدنا امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگرد اور امام اجل سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے استاد اور امام بخاری و امام مسلم (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کے استاذ الاستاذ حافظ الحدیث احد الاعلام عبدالرزاق ابوبکر بن ہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی "مصنف" میں حضرت سیدنا وابن سیدنا جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا" یاجابر ان اللہ خلق قبل الاشیاء نور نبیک من نورہٖ" [۱]

ترجمہ :۔ "اے جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام عالم سے پہلے تیرے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا الخ

یہ حدیث امام بیہقی نے بھی دلائل النبوۃ میں بنحوہٖ روایت کی، اجلہ آئمہ دین مثل امام قسطلانی نے "مواہب لدنیہ" میں اور علامہ زرقانی نے "شرح مواہب" میں [۲]

علامہ دیار بکری نے "تاریخ الخمیس" میں [۳]

شاہ عبدالحق محدث دہلوی نے "مدارج النبوت" میں [۴]

---

[۱]:۔ مصنف عبدالرزاق [۲]:۔ مواہب مع زرقانی جلد ۱ ص۵۵۔

[۳]:۔ تاریخ الخمیس جلد ۱ ص۲۲۔

[۴]:۔ مدارج النبوت جلد ۲ ص۲ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر۔

Marfat.com

علامہ فاسی نے "مطالع المسرات" میں ؎۱

امام ابن حجر مکی نے "افضل القریٰ" میں

علامہ علی بن برہان الدین حلبی نے "سیرت حلبیہ" میں ؎۲

علامہ یوسف نبہانی نے "حجۃ اللہ علی العالمین" اور انوار محمدیہ، میں ؎۳

علامہ ابن حجر مکی نے "فتاوٰی حدیثیہ میں ؎۴

اور علامہ عمر بن احمد خرپوتی نے "عصیدۃ الشہدہ" وغیرہا میں۔ ؎۵

اس حدیث مبارک سے استناد فرمایا ہے۔ اور اس پر تعویل و اعتماد فرماتے ہیں بالجملہ یہ حدیث مذکورہ تلقیٔ اُمت بالقبول کا منصب جلیل پائے ہوئے ہے تو بلاشبہ حدیث حسن صالح مقبول معتمد ہے۔

تلقی علماء اُمت بالقبول وہ شئے عظیم ہے جس کے بعد ملاحظہ سند کی حاجت نہیں رہتی۔ بلکہ سند ضعیف بھی ہو تو حرج نہیں کرتی۔

لاجرم علامہ محقق عارف باللہ سیدی عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی "حدیقہ ندیہ شرح طریقۂ محمدیہ" میں فرماتے ہیں۔

قد خلق کل شیئ من نورہٖ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کما ورد بہ الحدیث الصحیح" ؎۶

ترجمہ:۔ "بلاشبہ ہر چیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نُور سے بنی ہے جیسا کہ حدیث صحیح میں یہ مضمون مروی ہے۔

دیکھئے یہ علامہ نابلسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ

؎۱ :۔ مطالع المسرات ص۲۲۱ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ لائلپور ؎۲ :۔ سیرت حلبیہ جلد ۱ ص۲۷
؎۳ :۔ حجۃ اللہ علی العالمین ص۲۸ اور انوار محمدیہ ص۹ ؎۴ :۔ فتاوی حدیثیہ ص۲۸۹۔
؎۵ :۔ عصیدۃ الشہدہ ص۱۰۰۔ ؎۶ :۔ الحدیقۃ الندیہ جلد ۲ ص۳۷۵
مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ لائل پور۔

Marfat.com

کے استاذ جلیل ہیں۔ اور آپ نے حدیث مذکور کی تصحیح کی تصریح فرما کر اس کو صحیح قرار دیدیا ہے۔ جبکہ باجماع علماء دربارۂ فضائل صحت مصطلحۂ محدثین کی حاجت نہیں۔ اور حدیث مبارکہ زیر بحث باعتبار روایت بالمعنیٰ قدیماً و حدیثاً تصانیف و کلمات آئمہ و علماء و اولیاء و عرفاء میں مذکور و مشہور و ملتقیٰ بالمقبول رہنے پر خود صحت حدیث کی دلیل کافی ہے۔ فانّ الحدیث یتقوّی بتلقّی الائمۃ بالقبول کما اشار الیہ الامام الترمذی فی جامعہ وصرّح بہ علماؤنا فی الاصول۔

چنانچہ محدثین احناف کے محقق محدث علامہ ملّاں علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ تلقیٔ امت سے حدیث ضعیف بھی قوی ہو جاتی ہے۔ [1] اور شرح نخبۃ الفکر میں ہے "والثالث ان وجدت قرینۃ تلحقہ باحد القسمین التحق بہ"[2]

یعنی اخبار آحاد میں اگر صفت قبول اور صفت ردّ بطور اصل صراحۃً نہ پائی جائیں اور کوئی ایسا قرینہ پایا جائے جو اس خبر (حدیث) کو حدیث مقبول یا مردود سے ملا دے اور ملحق کر دے تو اخبار احاد کی اس نوعیت کے اعتبار سے یہ تیسری قسم ہے۔ اور یہاں حدیث زیر بحث میں علمائے امت کا اس کو قبول و نقل کرنا اور اس پر اعتماد کرنا ہی قرینہ ہے۔ اس کے مقبول ہونے کا۔

علامہ ابن عبد البر فرماتے ہیں "لما حُکی عن الترمذی انّ البخاری صحّح حدیث البحر "ھو الطّھور ماءہ" واھل الحدیث لا یصحّحون مثل اسنادہ لکن الحدیث عندی صحیح" لان العلماء تلقّوہ بالقبول"۔[3]

علامہ ابن عبد البر مالکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ترمذی نے بیان کیا ہے کہ امام بخاری نے حدیث البحر یعنی دریا سے متعلق اس حدیث کو کہ " اس کا پانی پاک کرنیوالا

---

[1]: مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۳ ص ۹۸ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان

[2]: شرح نخبہ ص ۱۳ ؛ [3]: کتاب الاستذکار جلد ۱ ص ۲۰۳ بحوالہ تدریب الراوی ص ۲۵۔

تلقیٔ امت بھی حدیث کی صحت کی دلیل ہے۔

Marfat.com

ہے۔" کی تصحیح فرمائی ہے اور اس کو صحیح قرار دیا ہے۔ حالانکہ محدثین کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ایسی ضعیف اسناد والی حدیث کی تصحیح نہیں کرتے لیکن اس حدیث کی صحت کی دلیل میرے نزدیک ایک یہ ہے کہ علماء نے اس کو قبول کر کے روایت کیا ہے تو تلقی علماء بقبول الحدیث بجائے خود حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل شافی ہے۔ محدثین کی تصریح سے واضح ٹھہرا کہ تلقی علماء امت لقبول الحدیث حدیث کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ اب معلوم ہوا کہ یہ قبول حدیث کبھی تو بالقول ہوتا ہے اور کبھی بالعمل۔

محقق ابن ہمام فرماتے ہیں" وقول الترمذی:۔ العمل علیہ عند اھل العلم یقتضی قوّۃ اصلہ وان ضعف خصوص ھذا الطریق"[1]

ترجمہ :۔ امام ترمذی جو جامع ترمذی میں فرمایا کرتے ہیں کہ اہل علم کا اس حدیث پر عمل ہے۔ ان کے اس قول کا مقتضا یہ ہے کہ اہل علم کے عمل سے اصل حدیث کو قوت پہنچی ہے اگرچہ اس کی وہ خصوصی سند ضعیف ہی ہو۔

تو محقق ابن ہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی اس تصریح سے مفہوم ہوا کہ اہل علم کے عمل سے ضعیف روایت بھی قوی ہو جایا کرتی ہے۔ اور پھر علماء کے اس پر عمل کے بعد پھر یہ نہیں دیکھا جاتا کہ اس کی سند ضعیف ہے۔

یہی محقق ابن ہمام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتح القدیر، کتاب الطلاق کی فصل اول کے آخر میں فرماتے ہیں۔ "ومما یصحح الحدیث ایضًا عمل العلماء علی وفقہ"[2]

یعنی کسی حدیث پر علماء کا عمل کرنا اور اسے معمول بہ قرار دینا ہی اس بات کی ضمانت فراہم کرتا ہے کہ وہ حدیث گو سند کے لحاظ سے تو ضعیف ہے لیکن اصل میں قوی اور صحیح ہے۔"

---

[1] فتح القدیر شرح ہدایہ جلد ۱ ص ۲۱۷۔

[2] فتح القدیر جلد ۳ ص ۱۴۳۔

Marfat.com

مثال کے طور پر دیکھئے امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ "طلاق الامۃ تنتان" والی حدیث کو روایت کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث غریب ہے لیکن صحابہ وغیرھم اہلِ علم کا اس پر عمل ہے۔ مطلب یہ کہ ان کے عمل سے حدیث کا صحیح ہونا مفہوم ہوتا ہے۔

پھر اسی طرح سُنن دارقطنی میں ہے کہ "وقال القاسم وسالم عمل بہ المسلمون"[1] یعنی حضرت قاسم وسالم نے فرمایا ہے کہ "مسلمانوں کا اس حدیث پر عمل ہے"۔ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے عمل سے حدیث صحیح اور قوی قرار پاتی ہے۔

اور امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "شہرۃ الحدیث بالمدینۃ تغنی عن صحۃ سندہ" کسی حدیث مبارکہ کا مدینہ منورہ میں مشہور ہونا ہی اس کی صحت کی دلیل ہے۔ لہٰذا کسی ایسی حدیث کی سند چاہے ضعیف ہی کیوں نہ ہو، بہرحال وہ حدیث صحتِ سند سے بے نیاز ہو کر صحیح ہی تصور کی جائے گی"۔

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ "وقال الترمذی قد رأی ابن المبارک وغیرہ صلاۃ التسبیح وذکروا الفضل فیہ۔ وقال البیہقی" کان عبداللہ بن المبارک "یصلیھا، وتداولہ الصالحون بعضھم عن بعض وفی ذلک تقویۃ للحدیث المرفوع"۔[2]

ترجمہ:۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضرت عبداللہ بن المبارک وغیرہ صلاۃ التسبیح کے ثواب کے قائل تھے اور انہوں نے اس کی فضیلت اور ثواب کا تذکرہ کیا ہے، اور محدث بیہقی نے فرمایا ہے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک اس نماز کو پڑھا کرتے تھے اور ان کے علاوہ بھی بعض صالحین اُمت نے اس نمازِ تسبیح کو بعض اولیاء اُمت سے سیکھا۔ تو یوں اس نمازِ تسبیح کے بارے میں علماء و اولیاء کے اس طرزِ عمل، لگاؤ اور دلچسپی سے اس نماز کے بارے میں جو حدیث مرفوع ضعیف طور پر مروی ہے اس کی تقویت ہو گئی۔

---

[1]:۔ سنن دارقطنی جلد ۴ ص ۳۶۔

[2]:۔ تعقبات ص ۱۳۔

Marfat.com

بلکہ اگر کسی حدیث کے بارے میں اُمت کی طرف سے تلقی بالقبول پایا جائے تو ہمارے یعنی احناف کے نزدیک وہ حدیث متواتر کے معنیٰ میں ہے۔ چنانچہ امام جصاص، رازی حنفی فرماتے ہیں کہ

"وقد استعملت الامۃ ھذین الحدیثین وان کان ورودہ من طریق الاحاد فصار فی حیز التواتر لان ما تلقاہ الناس من اخبار الآحاد بالقبول فھو عندنا فی معنی المتواتر لما بیناہ فی مواضع"۔[۱]

یعنی یہ دو حدیثیں ایک تو ابوداؤد شریف اور ابن ماجہ شریف کی کہ "عن عائشۃ عن النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طلاق الامۃ تطلیقتان وعدتھا حیضتان"۔[۲]

اور دوسری حدیث ابنِ ماجہ شریف اور دارقطنی کی کہ "عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم طلاق الامۃ اثنتان وعدتھا حیضتان"[۳]

یعنی لونڈی کی دو طلاقیں بمنزلہ تین کے ہیں اور اس کی عدت بھی تین کی بجائے صرف دو حیض (ماہواریاں) ہیں"۔

تو یہ مذکورہ بالا دونوں حدیثیں اگرچہ بطریق آحاد ہی مروی ہیں، لیکن چونکہ اُمت کے علماء نے ان کو عدت کی کمی میں استعمال کیا ہے یعنی ان پر عمل درآمد کیا ہے۔ لہٰذا یہ متواتر کے معنیٰ میں ہیں۔ کیونکہ جن اخبار آحاد کو لوگ قبول کرکے پیش کریں اور اُن کے حق میں تلقیٔ اُمت پایا جائے اور اُمت کی چیدہ و برگزیدہ ہستیاں انکو قبول و تسلیم کریں تو وہ احادیث مبارکہ ہم حنفیوں کے نزدیک بمنزلہ متواتر کے ہُوا کرتی ہیں۔ اور میں نے اس بات کو اپنی اس تفسیر میں کئی مقامات پر بیان کیا ہے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب "تعقبات" میں فرماتے ہیں: الحدیث اخرجہ الترمذی وقال حسین ضعفہ احمد وغیرہ والعمل علیہ عند اھل العلم

۱۔ احکام القرآن جلد ۱ ص ۳۸۶ ۲۔ ابوداؤد شریف جلد ۲ ص ۲۵۷ اور ابن ماجہ شریف جلد ۱ ص ...

۳۔ ابن ماجہ شریف جلد ۱ ص ۶۷۲ اور دارقطنی جلد ۴ ص ۳۸۔

Marfat.com

فاشار بذالك ان الحديث اعتضد بقول اهل العلم وقد صرح غير واحد بانّ من دليل صحة الحديث قول اهل العلم به وان لم يكن له اسناد يعتمد على مثله“۔ [1]

یعنی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما والی اس حدیث کہ من جمع بین الصلاتین من غیر عذرٍ فقد اتی باباً من الکبائر“۔ یعنی جو آدمی بغیر عذر کے دو نمازوں کو ایک وقت میں اکٹھا پڑھ دے تو اس نے گناہ کبیرہ کیا ہے“۔ کو امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے روایت کیا ہے اور فرمایا کہ اس کی سند میں ایک راوی حُسین نامی ہے۔ وہ حسین امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نواسۂ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نہیں ہیں بلکہ ایک اور آدمی مراد ہے) امام احمد وغیرہ محدثین نے اس کی تضعیف کی ہے۔ جس کی وجہ سے یہ روایت ضعیف قرار پائی ہے۔ لیکن اہل علم کا اس پر عمل ہے“۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے اس قول میں اس بات کی طرف اشارہ فرمایا ہے کہ یہ حدیث ضعیف اہل علم کے قول سے قوی قرار پائی ہے۔ اور متعدد محدثین نے تصریح فرمائی ہے کہ اہل علم کا کسی حدیث مبارک کو بیان کرنا اس کی صحت کی دلیل ہے اگرچہ اس کی اسناد قابل اعتماد نہ ہو۔

حرفِ آخر

یہ تو کچھ کلام تھا اس سلسلے میں کہ حدیث ضعیف بھی اہل علم کے قول یا عمل سے قوی قرار پاتی ہے۔ لہٰذا ”مصنف عبد الرزاق“ کی روایت کردہ حدیث نور بھی اہل علم کے قول، نقل، بیان اور روایت سے صحیح قرار پائی ہے۔ اور پھر اس کی روایت بالمعنیٰ بھی مختلف الفاظ سے کی جاتی ہے جن میں سے بعض الفاظ اس کے یہ ہیں“۔ ”اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ [2]“

---

[1] : تعقبات للسیوطی ص۱۲۔

[2] : تفسیر نیشاپوری جلد ۸ ص۵۵، تفسیر عرائس البیان جلد ۱ ص۲۳۸ تفسیر روح البیان جلد ۱ ص۵۴۸، زرقانی شریف جلد ۱ ص۴۷۔ مدارج النبوت فارسی جلد ۲ ص۲، جواہر البحار ص۲۴، شرح قصیدہ امانی لملّاں علی قاری ص۳۵ فتاویٰ رشیدیہ عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ ص۲۳ تفسیر حسینی فارسی ص۱۳ نشر الطیب ص۵ اور ۶ وغیرہ۔

Marfat.com

بلکہ فتاویٰ رشیدیہ میں رشید احمد گنگوہی دیوبندی نے بھی اس کو حضرت رسولِ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثِ مبارک تسلیم کیا ہے اور دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود حسن صاحب دیوبندی کے والد مولوی ذوالفقار علی صاحب دیوبندی نے اپنی تصنیف "عطر الوردہ شرح قصیدہ بردہ" کے صفحہ ۲۴ پر اس حدیث کو لکھا ہے۔ اور "تفسیر حسینی" فارسی میں حضرت معین الدین واعظ کاشفی نے صفحہ ۱۴۰ پر لکھا ہے، پھر مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی نے بھی پوری روایتِ حدیث کو اپنی کتاب "نشر الطیب" کے صفحہ ۵، ۶ پر نقل کیا ہے۔

اور یوں بھی اس کے الفاظ مروی ہیں "انا من نور اللّٰہ والخلق کلھم من نوری"۔ (خرپوتی وغیرہ)۔

الغرض یہ حدیث پاک روایت بالمعنیٰ کے طور پر متعدد الفاظ سے نقل کی گئی ہے۔ اور قدیماً و حدیثاً اس کو محدثین، مفسرین، اہل سیر، عرفا و کملا سبھی روایت کرتے چلے آئے ہیں۔ تو اس حدیث مبارک کے حق میں اعلیٰ پیمانے پر تلقیٔ امت متحقق ہے۔ لہٰذا یہ حدیث پاک بلاشبہ صحیح اور قوی ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

کتبہٗ العاجز غلام محمود کان اللہ لہٗ

از ہری پور ۸ جمادی الثانی ۱۴۰۷ھ۔

مطابق ۷ فروری ۱۹۸۷ء۔

Marfat.com

ضمیمہ

عالم باعمل محقق بے بدل رئیس المبلغین امام المناظرین حضرت علامہ صوفی محمد اللہ دتا صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے تیسرے عرس مبارک کی ایک نشست کی صدارت حضرت مولانا حکیم سید امین الدین شاہ صاحب مدظلہ العالی فرما رہے تھے حکیم صاحب تقریب کے اختتام پر فرمانے لگے کہ دیوبندیوں نے ماہنامہ اشراق میں حدیث نور محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کافی اعتراضات کیے ہیں۔ کیا ہی اچھا ہو اگر کوئی صاحب اس رسالے والے مضمون کا رد لکھے اسی محفل میں مولانا ظہور احمد جلالی صاحب زید مجدہ بھی تشریف فرما تھے، مولانا صاحب نے رئیس العلماء قاضی غلام محمود ہزاروی صاحب مدظلہ العالی کی خدمت اقدس میں خط لکھا اور ساتھ ہی ماہنامہ اشراق کے اس مضمون کی فوٹو کاپی بھی ارسال کر دی۔ قبلہ قاضی صاحب (اللہ تعالیٰ ایسے بزرگوں کا سایہ ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے) نے دو دن میں اس مضمون کا جواب لکھ کر ارسال فرما دیا اور فرمایا کہ اس کو مقالہ حدیث نور کے ساتھ بطور ضمیمہ لگا دیں۔ لہٰذا اُن کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے اس مضمون کو بطور ضمیمہ "مقالہ حدیث نور" شائع کیا جا رہا ہے۔

(ادارہ)

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ یَا نُوْرُ یَا نُوْرَ النُّوْرِ یَا نُوْرًا قَبْلَ کُلِّ نُوْرٍ وَنُوْرًا بَعْدَ کُلِّ نُوْرٍ۔ یَا مَنْ لَّہُ النُّوْرُ وَمِنْہُ النُّوْرُ وَاِلَیْہِ النُّوْرُ وَھُوَ النُّوْرُ۔

صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی نُوْرِکَ الْمُنِیْرِ الَّذِیْ خَلَقْتَہٗ مِنْ نُّوْرِکَ وَخَلَقْتَ مِنْ نُّوْرِہِ الْخَلْقَ جَمِیْعًا وَعَلٰی آلِہٖ اَشِعَّۃِ اَنْوَارِہٖ وَاَصْحَابِہٖ نُجُوْمِہٖ وَاَقْمَارِہٖ اَجْمَعِیْنَ اٰمِیْنَ۔

لَنَا شَمْسٌ وَلِلْآفَاقِ شَمْسٌ : وَشَمْسِیْ خَیْرٌ مِّنْ شَمْسِ السَّمَاءِ
شَمْسُ النَّاسِ تَطْلُعُ بَعْدَ فَجْرٍ ؛ وَشَمْسِیْ تَطْلُعُ بَعْدَ الْعِشَاءِ

ناظرینِ کرام :- حدیثِ نور یعنی جس طویل حدیث شریف میں نورِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا بیان ہے اس پر "سیرت النبی علیہ السلام" کے مصنف مولوی سلیمان ندوی صاحب نے فنِ اصول حدیث کے لحاظ سے اعتراض کیا تھا۔ جس کے جواب میں اس ناچیز نے چند صفحات قلمبند کیے جن میں فنی اعتبار سے ہی ندوی صاحب کے اعتراض کا مدلل جواب دیا گیا اور یہ مضمون بغرض طباعت ارسال کر دیا گیا۔ اب عزیزم مولوی ظہور احمد صاحب مدرس جامعہ حنفیہ مدینہ مسجد ساہیوال کی طرف سے کسی مولوی حبیب الرحمٰن کاندھلوی کا مطبوعہ مواد[۱] جو کہ نورِ مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انکار کے سلسلہ میں لکھا گیا تھا مورخہ ۷، جولائی ۱۹۸۸ء کو بغرض جواب موصول ہوا اور لکھا ہے کہ بطور ضمیمہ اس پر بھی تبصرہ ہو جائے۔

اب میں پہلے تو کاندھلوی نے جو اس ضمن میں نکات اٹھائے ہیں ان کو بلفظہٖ نقل کرتا ہوں۔ پھر ان پر تبصرہ کرتے ہوئے اپنی گذارشات پیش کروں گا۔

کاندھلوی صاحب کے اعتراضات :

---

[۱] :- ماہنامہ اشراق بابت ماہ ربیع الثانی ۱۴۰۸ھ دسمبر ۱۹۸۷ء۔

Marfat.com

اوّل: اس غلط فہمی کا دور کرنا بھی ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ بذاتِ خود ایک نُور ہے یہ قطعاً غلط ہے نور تو اس کی ایک مخلوق ہے۔ اور مخلوق اور خالق ایک نہیں ہوتے . . . .

ارشادِ الٰہی ہوتا ہے وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّورَ[1] اس نے ظلمت اور نور کو پیدا کیا۔ اور جاعل و مجعول کبھی ایک نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ جاعل بمعنیٰ خالق ہے اور مجعول بمعنیٰ مخلوق ہے۔ اور خالق و مخلوق اور فاعل و مفعول کا ایک ہونا امر محال ہے۔

عام لوگ جو مغالطہ کھاتے ہیں وہ اس آیت کی وجہ سے کھاتے ہیں۔ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ آیت[2] اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔

حالانکہ عربی میں نور مصدر ہے اور مصدر کبھی مصدری معنی دیتا ہے۔ کبھی حاصل مصدر کے معنیٰ دیتا ہے کبھی مفعول کے اور کبھی فاعل کے۔ اسی لیے عرب مفسرین اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں اَللّٰہُ مُنَوِّرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ: اللہ آسمانوں اور زمینوں کو منور کرنے والا ہے۔

عوام اگر دھوکہ کھائیں تو اس کی کوئی اہمیت نہیں۔ کیونکہ وہ لاعلم ہیں لیکن اگر علماء بھی اس قسم کی باتیں کہنے لگیں تو اسے جہل مرکب ہی کہا جائے گا۔ جب اللہ تعالیٰ خود نور نہیں تو اس کے نور سے کسی تخلیق کا کیا سوال پیدا ہو سکتا ہے[3]۔

دوم: سیدھے سیدھے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؐ کو نور سے پیدا کیا جس طرح فرشتے۔ لیکن یہ سراسر قرآن کی تکذیب ہے وہ تو کہتا ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ طِيْنٍ[4] اور ہم نے انسان کو گارے سے پیدا کیا۔

سوم: ہمارے نظریہ میں یہ روایت (حدیثِ نورِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثناء) شیعوں کی وضع کردہ ہے اور یہ اس لیے وضع کی گئی تاکہ پنج تن پاک کی کہانیوں کی راہ ہموار ہو سکے۔ کیونکہ ان کہانیوں

---

[1]: قرآن حکیم — پ ۷ سورت ۶ آیت ۱۔
[2]: قرآن حکیم — پ ۱۸ سورت ۲۴ آیت ۳۵۔
[3]: کاندھلوی — ماہنامہ اشراق دسمبر ۱۹۸۷ء۔
[4]: قرآن حکیم — پ ۱۸ سورت ۲۳ آیت ۱۲۔

Marfat.com

کی رو سے یہ نُور پانچ حصوں میں تقسیم ہوا ہے ۔ اور یہ روایت عبد الرزاق کے علاوہ کسی اور کتاب میں نہیں ۔ اور وہ رافضی ہے ۔ لہٰذا اس نے اپنے عقیدہ کی راہ ہموار کرنے کے لیے یہ روایت وضع کی ہے[1]

چہارم :۔ عبد الرزاق کی ذات مشکوک ہے ۔ محدثین کا بیشتر طبقہ انہیں رافضی قرار دیتا ہے بلکہ بعض تو انہیں کذّاب بھی کہتے ہیں ۔ اور جو لوگ ان کی روایات لیتے ہیں ۔ وہ بھی چند شرائط کے ساتھ قبول کرتے ہیں ۔

(۱) چونکہ یہ شیعہ ہے لہٰذا فضائل و مناقب اور صحابہ کی مذمّت میں جو روایات ہیں وہ قبول نہیں کی جائیں گی ۔

(۲) ۲۱۰ھ میں ان کا دماغ جواب دے گیا تھا اور جو شخص بھی چاہتا وہ ان سے حدیث کے نام سے جو چاہتا کہلوا لیتا ۔ لہٰذا ۲۱۰ ھ کے بعد سے اس کی تمام روایات ناقابلِ قبول ہیں ۔

(۳) ان سے ان کا بھانجا جو روایات نقل کرتا ہے وہ سب منکر ہوتی ہیں ۔

(۴) یہ معمر سے روایات غلط بیان کرنے میں مشہور ہے اور اس کی تمام روایات معمر سے ہوتی ہیں ۔

(۵) ان عیوب کے پاک ہونے کے بعد اس روایت کے راوی تمام ثقہ ہوں اور سند متصل ہو تو وہ روایت قابل قبول ہوگی ورنہ نہیں ۔ یہ تمام شرائط ان کے نزدیک ہیں جو اس کی روایت قبول کرتے ہیں ۔ ورنہ محدثین کا ایک گروہ اس کے رافضی ہونے کے باعث اس کی روایت ہی قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ۔ بلکہ زید بن المبارک تو یہاں تک کہتے ہیں کہ یہ واقدی سے زیادہ جھوٹا ہے

پنجم :۔ اب اس روایت کی معنوی حیثیت پر بھی غور فرمائیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے نُور سے پیدا کیا اور پھر حضور کے نُور سے تمام مخلوقات پیدا ہوئیں گویا اللہ تعالیٰ لامحدود اجزاء و اجسام میں تقسیم ہو گیا ۔ اس لحاظ سے اس کی یہ تقسیم قیامت تک جاری رہے گی ۔ اس طرح زمین و آسمان کی ہر شئے اللہ کا ایک جزو ہوئی اور ہر شئے میں الوہیت کا مادہ پایا گیا ۔ اور کوئی شئے ایسی باقی نہیں رہی جو الوہیت سے خالی ہو ایسی صورت میں کوئی شخص

---

[1]:۔ کاندھلوی ماہنامہ اشراق دسمبر ۱۹۸۷ء ۔

اپنے اِلٰہ ہونے یا اَنَا الْحَقّ یا اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی کا دعویٰ کرے تو اس کا یہ دعویٰ اپنی جگہ بالکل درست ہوگا۔

ششم:۔ پھر عزو طلب یہ بھی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی ذات میں سے ایک جزو علیحدہ کر دیا گیا تو دو امور تو پہلے ہی تسلیم کر لیے گئے۔

(۱) اللہ ایک ایسی شئے ہے جو اجزاء پر تقسیم ہو سکتی ہے اور جو شئے اجزاء پر تقسیم ہوتی ہے وہ مجسم بھی ہو گی اور فنا بھی ہو گی۔ گویا اللہ تعالیٰ مجسم بھی ہے اور فانی بھی۔

(۲) جب ایک جزو علیحدہ ہوا تو ذاتِ الٰہی میں نقص لازم آیا (عیاذ باللہ)۔

ہفتم:۔ پھر سلیمان ندوی صاحب کی کتاب "سیرت النبی" کی جلد سوم کے صفحہ ۷۳۷ کے حوالہ سے اقتباس نقل کرتے ہوئے مضمون نگار (کاندھلوی صاحب) لکھتا ہے۔ اس تردد کو قوت اس سے اور بھی زیادہ ہوتی ہے کہ صحیح احادیث میں مخلوقاتِ الٰہی میں سب سے پہلے قلمِ تقدیر کی پیدائش کا تصریحی بیان ہے۔

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ اور اللہ تعالیٰ نے سب سے اول قلم کو پیدا فرمایا۔

حضرات:۔ "کاندھلوی صاحب کی عبارات میں نے من و عن نقل کر دی ہیں اور اس سلسلہ میں کسی قطع و برید، اخفاء و کتمان سے کام نہیں لیا کیونکہ ہمارا مقصد تو یہ ہے کہ حق واضح ہو اور ناظرین کو فریقین کا نقطۂ نظر پورا پورا پڑھنے اور سمجھنے کا موقعہ ملے۔

تو میرے بھائیو:۔ کاندھلوی صاحب کی تمام تر کاوش کا نتیجہ جو ایڑی چوٹی کا زور لگانے سے بمشکل ٹپک سکا ہے۔ وہ یہی اعتراضات ہیں جو اوپر آپ نے ملاحظہ فرمائے ہیں۔

اعتراضات کے جوابات:

اب ہم بِفَضْلِ اللّٰهِ الْعَلَّام اس پر نمبروار کلام کرتے ہیں۔

اوّل:۔ اب تک تو وہابیہ کی زبانی یہی پڑھتے، سنتے چلے آئے تھے کہ اللہ تعالیٰ نور ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نور ماننے سے شرک لازم آتا ہے۔

لیکن اب کاندھلوی صاحب کی تحریر دیکھ کر حیرت کی انتہا نہ رہی۔ کیونکہ انہوں نے

Marfat.com

تو خدا تعالیٰ کے نُور ہونے سے صاف انکار کر دیا ہے۔ فَیَا لِلْعَجَب۔

مگر بہر حال بِحَمْدِ اللّٰہِ بعض وہابیہ کا یہ اعتراض تو جاتا رہا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نُور ماننے سے خُدا کی صفت نور میں شرکت لازم آتی ہے۔ کیونکہ جب کاندھلوی صاحب کے بقول خُدا تعالیٰ تو قطعاً نُور ہے ہی نہیں۔ پھر صفتِ نور میں شرکت کا کیا سوال؟

بہر حال کاندھلوی صاحب نے کمال کر دیا ہے کہ اپنی جدید تحقیق پیش کی ہے۔ ہاں جی پُرانی تحقیقات کو تو لوگ پڑھتے پڑھاتے اُکتا جاتے ہیں، تو اس جدید دور میں لوگوں کی توجہ کا مرکز بننے کے لیے کسی نئی گپ کی ضرورت ہوتی ہے۔ جو کاندھلوی صاحب نے اپنی پوری کوشش سے بغیر کسی ابہام کے برملا پیش کر دی ہے اور پُرانے وہابیوں میں اتنی ریسرچ و تحقیق کی طاقت کہاں تھی۔ کہ وہ سرے سے اللہ تعالیٰ کے نُور ہونے کا انکار کر کے اپنی جان چھوڑا سکتے

اب دیکھنا یہ ہے کہ کتاب و سنت کی روشنی میں کاندھلوی صاحب کی تحقیق جدید کی حقیقت کیا ہے۔ تو لیجئے جامع ترمذی[1] کی جس حدیث میں اللہ تعالیٰ کے ننانوے ۹۹ اسماء حُسنیٰ کی تفصیل مذکور ہے، اس میں ایک اسم شریف "اَلنُّوْرُ" بھی ہے۔ جو کہ مشکوٰۃ شریف[2] کتاب اسماء اللہ تعالیٰ کی فصل ثانی پر مذکور ہے۔

اب آپ اس سلسلہ میں جلیل القدر مفسرین اہلسنت کی تصریحات بھی پڑھ لیں چنانچہ امام ابو عبد اللہ محمد بن عمر فخر الدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جن کی ولادت ۵۵۴ھ اور وفات ۶۰۶ھ میں ہوئی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں۔

وَعِنْدَ هٰذَا يَظْهَرُ اَنَّ النُّوْرَ الْمُطْلَقَ هُوَ اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَ اَنَّ اِطْلَاقَ النُّوْرِ عَلٰى غَيْرِهٖ مَجَازٌ[3]

اس تحقیق سے واضح ہوا کہ نورِ مطلق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور اس کے سوا کسی اور پر نُور کا اطلاق مجازاً ہوتا ہے۔

---

[1] :- ابو عیسیٰ ترمذی امام — جامع ترمذی جلد ۲ ص ۱۹۰۔

[2] ولی الدین تبریزی امام — مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۹

[3] : فخر الدین رازی امام — تفسیر کبیر جز و سُورہ نور زیر آیت اللہ نُورُ السمٰوٰت والارض۔

Marfat.com

پھر کچھ آگے چل کر لکھتے ہیں۔

فَثَبَتَ اَنَّہٗ سُبْحَانَہٗ ھُوَ النُّوْرُ وَاَنَّ کُلَّ مَاسِوَاہُ فَلَیْسَ بِنُوْرٍ اِلَّا عَلٰی سَبِیْلِ الْمَجَازِ۔[۱]

اس سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ ہی نور ہے اور اس کے ماسوا بر سبیل مجاز ہی نور ہو سکتے ہیں۔

اور مفسر قرطبی شیخ ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبی متوفی ۶۷۱ ھ تفسیر احکام القرآن المعروف بہ تفسیر قرطبی میں فرماتے ہیں۔

یَجُوْزُ اَنْ یُّقَالَ لِلّٰہِ تَعَالٰی نُوْرٌ مِّنْ جِھَۃِ الْمَدْحِ لِاَنَّہٗ اَوْجَدَ الْاَشْیَاءَ وَنُوْرُ جَمِیْعِ الْاَشْیَاءِ مِنْہُ اِبْتِدَاءُھَا وَعَنْہُ صُدُوْرُھَا۔[۲]

یعنی یہ جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف میں اس کو نور کہا جائے۔ کیونکہ اس نے تمام چیزوں کو پیدا کیا۔ اور اس نے تمام چیزوں کو روشن اور منور کیا ہے کہ سب چیزوں کی ابتداء اور صدور اُسی سے ہے۔

پھر کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں!

فَالْکَلَامُ عَلَی التَّقْرِیْبِ لِلذِّھْنِ کَمَا یُقَالُ الْمَلِکُ نُوْرُ اَھْلِ الْاَرْضِ اَیْ بِہٖ قِوَامُ اَمْرِھَا وَصَلَاحُ جُمْلَتِھَا فَھُوَ فِی الْمَلِکِ مَجَازٌ وَّھُوَ فِیْ صِفَۃِ اللّٰہِ حَقِیْقَۃٌ مَحْضَۃٌ۔[۳]

یعنی آیت قرآنی میں جو اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ: فرمایا گیا تو یہ حقیقت پر مبنی ہے کیونکہ نور اللہ تعالیٰ کی صفت حقیقیہ ہے اور بادشاہ کو جو شہر یا ملک کا نور کہا جاتا ہے تو وہ مجازاً کہا جاتا ہے۔

مزید فرماتے ہیں کہ

۱: فخر الدین رازی امام تفسیر کبیر جزو سورہ نور زیر آیت اللہ نور السموات والارض۔
۲: ابو عبداللہ محمد بن احمد قرطبی تفسیر قرطبی جزو ۱۲ ص ۲۵۶-۲۵۷
۳: " " " " " "

وَقَوْلُهٗ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَللّٰھُمَّ لَكَ الْحَمْدُ اَنْتَ نُوْرُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ ؎۱

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تہجد کے وقت یوں کہا کرتے تھے۔ اے اللہ تیرے لیے تعریفیں ہیں تو نور ہے آسمانوں اور زمین کا۔

اور جب معراج شریف کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا۔

هَلْ رَأَیْتَ رَبَّكَ

کیا آپ نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟

تو جواب میں ارشاد فرمایا۔

رَأَیْتُ نُوْرًا ؎۲

میں نے نور کو دیکھا ہے۔

اور خاتمۃ المحققین مفتی بغداد علامہ شہاب الدین السید محمود آلوسی بغدادی المتوفیٰ ۱۲۷۵ھ تفسیر روح المعانی میں حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفیٰ ۵۰۵ھ سے نقل کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

عَرَفْتَ اَنَّهٗ تَعَالٰی هُوَ النُّوْرُ وَلَا نُوْرَ سِوَاهُ وَاَنَّهٗ كُلُّ الْاَنْوَارِ وَالنُّوْرُ الْكُلِّیُّ لِاَنَّ النُّوْرَ عِبَارَةٌ عَمَّا تَنْكَشِفُ بِهِ الْاَشْیَاءُ وَاَعْلٰی مِنْهُ مَا تَنْكَشِفُ بِهٖ وَلَهٗ وَمِنْهُ وَلَیْسَ فَوْقَهٗ نُوْرٌ مِنْهُ اقْتِبَاسُهٗ وَاسْتِمْدَادُهٗ بَلْ ذٰلِكَ لَهٗ فِیْ ذَاتِهٖ لِذَاتِهٖ لَا مِنْ غَیْرِهٖ ؎۳

یہ تو تم معلوم کر ہی چکے ہو کہ اللہ تعالیٰ ہی نور (حقیقی) ہے اور اس کے سوا کوئی بھی نور (حقیقی) نہیں ہے۔ انوار کا کل اور نور کلی وہی ہے کیونکہ نور کہتے ہیں، اس کو جس کے ذریعہ چیزیں منکشف ہوں اور سب سے زیادہ چیزوں کا انکشاف اللہ تعالیٰ ہی کے ذریعہ، اس کی طرف سے اور اس کے لیے ہوتا ہے اور اس سے اوپر کوئی نور نہیں کیونکہ ہر نور اللہ تعالیٰ ہی کی مدد سے اور اس سے حاصل ہوا ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے لیے صفتِ نور فی ذاتہٖ لذاتہٖ ہے۔

؎۱ :۔ ابو عبد اللہ محمد بن احمد قرطبی — تفسیر قرطبی جز ۱۲ ص ۲۵۶ - ۲۵۷

؎۲ :۔ تفسیر روح المعانی جز ۱۸ ص ۱۶۳۔

؎۳ :۔ سید محمود الوسی مفسر

Marfat.com

یونہی امام غزالی علیہ الرحمۃ سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

اَقُوْلُ وَلَا اُبَالِیْ اَنَّ اِطْلَاقَ اِسْمِ النُّوْرِ عَلٰی غَیْرِ النُّوْرِ الْاَوَّلِ مَجَازٌ مَحْضٌ اِذْ کُلُّ مَا سِوَاہُ سُبْحَانَہٗ الخ[1]

میں یہ بات کہنے میں کوئی باک محسوس نہیں کرتا کہ اسم نور کا اطلاق نورِ اول حقیقی ذاتی کے علاوہ دوسری اشیاء پر صرف مجازاً ہی ہے کہ حقیقتاً نور کا اطلاق صرف اللہ تعالیٰ شانہٗ ہی پر ہوتا ہے۔

اب کاندھلوی صاحب کو کون سمجھائے کیونکہ وہ تو ادھار کھائے بیٹھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کو میں کسی طرح نور نہیں مانوں گا۔ اب خدا ہی سمجھ عطا فرمائے۔ کیونکہ عقل وفہم کا نور بھی اس حقیقی نور ہی کا عطیہ ہے۔

؎ دل بینا بھی کر خدا سے طلب
آنکھ کا نور دل کا نور نہیں

علامہ محمود آلوسی علیہ الرحمۃ مزید لکھتے ہیں۔

وَالْوَاجِبُ تَعَالٰی نُوْرُ الْاَنْوَارِ غَیْرُ مُتَنَاهِی الشِّدَّةِ وَمَا سِوَاہُ سُبْحَانَہٗ اَنْوَارٌ مُتَنَاهِيَةُ الشِّدَّةِ بِمَعْنٰی اَنَّ فَوْقَهَا مَا هُوَ اَشَدُّ مِنْهَا وَاِنْ کَانَ بَعْضُهَا کَالْاَنْوَارِ الْعَقْلِیَّةِ لَا تَقِفُ آثَارُهَا عِنْدَ حَدٍّ وَالْکُلُّ مِنْ لَمْعَاتِ نُوْرِہٖ عَزَّ وَجَلَّ[2]

واجب (اللہ) تعالیٰ نوروں کا نور ہے جس کی نورانیت کی کوئی انتہا ہی نہیں، اور اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے سوا جو دوسرے انوار ہیں ان کی نورانیت محدود ہے۔ بدیں معنی کہ ان سے اوپر وہ نور ہے جو نورانیت میں ان سے زیادہ ہے۔ اگرچہ ان تناہی میں سے بعض مثلاً انوارِ عقلیہ کے آثار بھی غیر محدود ہیں لیکن یہ سب کے سب اللہ عزوجل کے نور کی شعاعوں سے مستفیض ہیں۔

دیکھا آپ نے یہ ہے علماء اعلام ومحققین ذوی الافہام کی تحقیق انیق کہ اللہ تعالیٰ خود نورِ حقیقی

---

[1] سید محمود آلوسی مفسر تفسیر روح المعانی جزو ۱۸ ص ۱۶۳۔
[2] 〃 〃 〃 〃 〃 〃 〃

ہے اور باقی انوار اس کا عطیہ ہیں۔ مگر کاندھلوی صاحب نے تو خدا تعالیٰ کے نور ہونے سے انکار کر کے بمطابق

نہ رہے بانس نہ بجے بانسری

کے کسی دوسرے نور کے نورِ خدا سے مستفیض ہونے کے لیے تو کوئی گنجائش ہی نہیں چھوڑی۔

کاندھلوی صاحب چونکہ نورِ خالق اور نورِ مخلوق، نورِ جاعل اور نورِ مجعول، نورِ خدا اور اشیاءِ مخلوقہ میں فرق نہیں کرتے اور نور کو صرف خدا کی ایک مخلوق قرار دیتے ہیں اور نور کو بزعم خویش صفتِ الٰہی مانتے ہی نہیں، اس لیے وہ اپنے مفروضہ مزعوم خیال کے مطابق یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ: "نور تو اس کی ایک مخلوق ہے اور مخلوق و خالق تو ایک نہیں ہوتے۔ ارشادِ الٰہی ہے۔ وَجَعَلَ الظُّلُمَاتِ وَالنُّوْرَ اس نے ظلمت اور نور کو پیدا کیا۔ اب اس ارشادِ الٰہی سے وہ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ دیکھو نور تو مجعول و مخلوق ہے۔ بھلا خالق کو کیسے نور مان لیا جائے۔" الخ

اور یہ نہیں سمجھے کہ اس آیت یا بعض دوسری آیات میں تو اس نور کا تذکرہ ہے جو مخلوق ہے۔ لیکن اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ اللہ تعالیٰ خود نور نہیں اور نور اللہ کی صفت نہیں کہ اس کا ذکر بھی دوسرے مقام پر موجود ہے۔ اب کاندھلوی صاحب آیۂ کریمہ اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ کے بارے میں کیا کہیں گے کیونکہ یہاں تو نور کا اللہ پر حمل ہو رہا ہے۔ جس کے معنیٰ یہ ہیں کہ "اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے" جس سے واضح طور پر اللہ تعالیٰ کے لیے صفتِ نور کا اثبات ہوا۔ اب کاندھلوی صاحب نے جب یہ دیکھا کہ واقعی اس آیت سے تو نورِ خدا ثابت ہوتا ہے اور اس سے میری استوار کردہ عمارت کی بنیاد ہی منہدم ہوتی نظر آرہی ہے تو لگے اِدھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارنے کہ!

عربی میں نور مصدر ہے اور مصدر کبھی مصدری معنیٰ دیتا ہے کبھی حاصل مصدر کے معنیٰ دیتا ہے کبھی مفعول کے اور کبھی فاعل کے اسی لیے عرب مفسرین اس کا ترجمہ یہ کرتے ہیں۔ اللّٰہُ مُنَوِّرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ "اللہ آسمانوں اور زمین کو منور کرنے والا ہے"۔

لیکن یہ بھی کاندھلوی صاحب کے علم و فہم کا قصور اور جہالت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔
کیونکہ مفسرین کرام نے جو یہ تاویل کی ہے۔ اس کی ضرورت انہیں اس لیے پیش آئی کہ نور لغت میں اس کیفیت کو کہتے ہیں جو سورج چاند یا آگ سے زمین اور دیواروں پر فائض ہوا کرتی ہے۔ اور یہ کیفیت فائضہ تو الٰہ نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ امام رازی لکھتے ہیں کہ۔

وَهٰذِهِ الْكَيْفِيَّةُ يَسْتَحِيْلُ اَنْ تَكُوْنَ اِلٰهًا لِلْوُجُوْهِ[1] | اور اس کیفیت کا الٰہ ہونا کئی طرح سے محال ہے۔

اور فلاسفہ و حکماء نے اس کی تعریف یوں کی ہے کہ! نور دراصل اس کیفیت کا نام ہے جس کو انسان کی قوت باصرہ پہلے ادراک کرتی ہے اور پھر اس کے ذریعہ اُن تمام چیزوں کا ادراک کرتی ہے جو آنکھوں سے دیکھی جاتی ہیں۔[2]

اور حضرت علامہ السید اشرف الحسین الجرجانی (ولادت ۷۴۰ھ اور وفات ۸۱۶ھ) اپنی تصنیف "التعریفات" میں نور کی تعریف کرتے ہیں۔

اَلنُّوْرُ كَيْفِيَّةٌ تُدْرِكُهَا الْبَاصِرَةُ اَوَّلًا وَبِوَاسِطَتِهَا سَائِرَ الْمُبْصَرَاتِ[3] | کہ نور وہ کیفیت ہے۔ جس کا پہلے آنکھ ادراک کرتی ہے پھر اس کے واسطے سے دیگر اشیاء کو دیکھتی ہے۔

اور یہ تعریف بھی اللہ تعالیٰ پر صادق نہیں آسکتی کیونکہ کیفیت مذکورہ تو عرض ہے۔ اور اللہ تعالیٰ عرض و جوہر ہونے سے پاک و منزہ و برتر و بالا ہے اور قرآن پاک کی آیۂ مبارکہ زیر نظر یعنی اللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ میں لفظ نور کا حمل اسم مبارک اللہ پر ہو رہا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نور ہے لیکن نور بمعنیٰ لغوی و معنیٔ فلسفی کا اطلاق تو اللہ جل مجدہ پر ہو نہیں سکتا جبکہ نور کا اطلاق خود قرآن پاک کی اس آیت میں اللہ تعالیٰ جلّ شانہٗ

۱۔ فخر الدین رازی امام — تفسیر کبیر جز ۲۳ ص ۲۲۳
۲۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی — تفسیر مظہری پ ۱۸ سورت ۲۴۔ آیت ۳۵۔
۳۔ میر سید سند شریف علامہ — التعریفات ص ۲۲۱۔

Marfat.com

پر ہوا ہے۔ تو اس عقدہ کو حل کرنے کے لیے مفسرین کرام نے لفظ نور کو مجاز فی الطرف کے طور پر منوّر اسم فاعل کے معنی میں لیا ہے۔ اب یہ ایک تاویل ہے جو استحالہ مذکورہ کو رفع کرنے کی غرض سے سوچی گئی ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ نور کو منوّر کے معنی میں لینا مجاز ہے اور قاعدہ ہے کہ لَا یُصَارُ اِلَی الْمَجَازِ اِلَّا اِذَا تَعَذَّرَ الْحَقِیْقَۃُ۔ کہ مجاز اس صورت میں لیا جا سکتا ہے جو حقیقت مشکل ہو۔

لیکن حکیم الامت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے "نور" کی تعریف یہ بیان فرمائی ہے کہ!

اَلظَّاہِرُ بِنَفْسِہٖ وَالْمُظْہِرُ لِغَیْرِہٖ یعنی نور وہ ہے جو خود تو ظاہر اور اپنے غیر کو ظاہر کرنے والا ہو۔

اب یہ تعریف بغیر کسی تردّد اور شک و شبہ کے اللہ تعالیٰ شانہٗ پر صادق آ رہی ہے لہٰذا نور بدیں معنیٰ کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر براہ راست صحیح ہے اور کسی تاویل کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اب اس تعریف کی رو سے آیۂ مبارکہ اللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ میں لفظ نور کا حمل اللہ پر حقیقۃً صحیح ٹھہرا اور کلام کو مجازی معنیٰ پر محمول کرنے کی ضرورت نہ رہی۔

علامہ آلوسی بغدادی فرماتے ہیں۔

اِذَا عَلِمْتَ ھٰذَا فَاعْلَمْ اَنَّ اِطْلَاقَہٗ عَلَیْہِ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی بِالْمَعْنَی اللُّغَوِیِّ وَالْحِکْمِیِّ السَّابِقِ غَیْرُ صَحِیْحٍ لِکَمَالِ تَنَزُّھِہٖ جَلَّ وَعَلَا عَنِ الْجِسْمِیَّۃِ وَالْکَیْفِیَّۃِ وَلَوَازِمِھِمَا وَاِطْلَاقُہٗ عَلَیْہِ سُبْحَانَہٗ بِالْمَعْنَی الْمَذْکُوْرِ وَھُوَ الظَّاھِرُ بِذَاتِہٖ وَالْمُظْھِرُ لِغَیْرِہٖ قَدْ جَوَّزَہٗ جَمَاعَۃٌ مِنْھُمْ حُجَّۃُ الْاِسْلَامِ الْغَزَالِیُّ فَاِنَّہٗ قُدِّسَ سِرُّہٗ بَعْدَ اَنْ ذَکَرَ فِیْ

نور کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر معنیٰ لغوی و فلسفی کے لحاظ سے صحیح نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ جسمیت وکیفیت اور ان کے لوازمات سے کامل طور پر منزّہ و پاک ہے۔ البتہ نور "اَلظَّاھِرُ بِذَاتِہٖ وَالْمُظْھِرُ لِغَیْرِہٖ" کے معنیٰ سے اللہ تعالیٰ پر بولا جا سکتا ہے۔ جسے ایک جماعت نے جائز قرار دیا ہے۔ ان میں امام غزالی علیہ الرحمۃ بھی ہیں۔ انہوں نے اپنے رسالہ "مشکوٰۃ الانوار" میں نور کی تعریف

رِسَالَتِہٖ "مِشْکٰوۃُ الْاَنْوَارِ مَعْنَی النُّوْرِ وَ مَرَاتِبِہٖ" [۱] بدیں معنیٰ بیان کرکے اس کے مراتب بیان کیے ہیں۔

نوٹ:۔ یہ رسالہ "مشکوٰۃ الانوار" جس کا حوالہ علامہ آلوسی نے "روح المعانی" میں دیا ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف لطیف ہے اس عاجز ہیچمدان راقم الحروف غلام محمود کے پاس بحمداللہ موجود ہے۔

علّامہ آلوسی کے قول کے مطابق امام غزالی کے علاوہ دیگر حضرات نے بھی بایں معنی نور کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر بغیر کسی تاویل و تامّل کے درست قرار دیا ہے۔

پھر بعد میں آنے والے حضرات میں سے بہت سوں نے نور بمعنیٰ مذکورہ کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر بغیر کسی تاویل کے حقیقتہً صحیح قرار دیا ہے جن میں سے بعض یہ ہیں۔

[۱] بیہقیٔ وقت حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تفسیر مظہری میں [۲] علامہ عین القضاۃ لکھنوی نے حاشیہ میبذی میں۔

محدث کبیر حضرت علامہ علی بن سلطان المعروف بملّا علی قاری علیہ رحمۃ ربہ الباری متوفی ۱۰۱۴ھ نے مرقات شرح مشکوٰۃ میں [۳]

خود علماء دیوبند میں سے انور شاہ کشمیری نے "عرف الشذی شرح ترمذی میں [۴] اور مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نے معارف القرآن میں [۵] وغیرہم

الغرض کاندھلوی صاحب کا یہ لکھنا کہ جب اللہ تعالیٰ خود نور نہیں تو اس کے نور سے کسی تخلیق کا کیا سوال پیدا ہوسکتا ہے صحیح نہیں کیونکہ لفظ نور کے بعض معانی کے ساتھ اسکے اللہ تعالیٰ پر اطلاق صحیح نہ ہونے سے یہ لازم نہیں کہ سرے سے اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر

---

[۱]:۔ سید محمود آلوسی مفسر — روح المعانی پارہ ۱۸ صـ ۱۶۳۔

[۲]:۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی — تفسیر مظہری زیر آیت اللہ نور السموات۔

[۳]:۔ علی قاری مکی علامہ — مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صـ ۹۹۔

[۴]:۔ انور شاہ کشمیری دیوبندی — عرف الشذی شرح ترمذی ج ۲ صـ ۱۹۰۔

[۵]:۔ محمد شفیع مفتی دیوبندی — معارف القرآن جلد ۶ صـ ۴۲۲

68212

86212

Marfat.com

نادرست ٹھہرے، کہ اطلاق تو اس کا خود کلام الٰہی میں اللہ تعالیٰ پر ہو چکا ہے اور ہو سکتا ہے کہ اس کا کوئی ایسا معنی ہو جس کی بنا پر اس کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر بلا تاویل درست ہو جیسا کہ یہ معنی مُبَیِّنہ الظاھر بذاتہ والمظھر لغیرہٖ

علامہ سیدنا شریف جرجانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ التعریفات، میں نور کی تعریف کیفیت مذکورہ بالا کے ساتھ کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

وَنُوْرُ النُّوْرِ ھُوَ الْحَقُّ تَعَالیٰ ع۱ — یعنی نور کا نور مطلب یہ کہ سب سے اعلیٰ برتر و بالا نور خود حق تعالیٰ ہے

کیوں جی کاندھلوی صاحب اور ان کے ہمنواؤ کچھ تسلی ہوئی یا ابھی عظمتِ رسول علیہ السلام سے باغیانہ فکر کی توحید کا خمار باقی ہے۔

اعتراض دوم:۔ کاندھلوی صاحب یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزمان محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ تو اپنے نور سے اور نہ ہی کسی اور نور سے پیدا کیا، بلکہ قرآن کی آیت وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ طِیْنٍ۔ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو گارے مٹی سے پیدا کیا گیا تھا۔

اب اس کے جواب میں سب سے پہلے آیت مذکورہ کی تفسیر پیش کی جاتی ہے۔ مفسر قرطبی اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ ھُنَا آدَمُ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ قَالَہٗ قَتَادَۃُ وَغَیْرُہٗ لِاَنَّہٗ اسْتُلَّ مِنَ الطِّیْنِ ع۲ — یعنی انسان سے مراد اس آیت میں آدم علیہ السلام ہیں اور یہ تفسیر حضرت قتادہ اور دوسرے حضرات نے فرمائی ہے کیونکہ ان ہی کو گارے سے بنایا گیا تھا۔

معلوم ہوا کہ یہاں تو حضرت آدم علیہ السلام کا ذکر فرمایا جا رہا ہے نہ کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ع۱:۔ میر سیدنا الشریف علامہ — التعریفات ص ۲۶۱۔

ع۲: ابو عبداللہ محمد بن احمد مفسر — تفسیر قرطبی جلد ۶ ص ۱۰۹۔

اور یہ آیت مبارکہ قرآن پاک کے پارہ ۱۸ سورہ مومنون آیت ۱۲ میں اس طرح پر ہے۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِّنْ طِينٍ ۔ اور پھر اس کی تفسیر خود قرآن کے اندر بھی مذکور ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَلَقَدْ خَلَقْنَاكُمْ ثُمَّ صَوَّرْنَاكُمْ ثُمَّ قُلْنَا لِلْمَلَائِكَةِ اسْجُدُوا لِآدَمَ فَسَجَدُوا إِلَّا إِبْلِيسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السَّاجِدِينَ ۝ قَالَ مَا مَنَعَكَ أَلَّا تَسْجُدَ إِذْ أَمَرْتُكَ قَالَ أَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِي مِن نَّارٍ وَخَلَقْتَهُ مِن طِينٍ ؁۱

اور بیشک ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہارے نقشے بنائے پھر ہم نے ملائکہ سے فرمایا کہ آدم کو سجدہ کرو۔ تو سب سجدہ میں گرے مگر ابلیس۔ یہ سجدہ والوں میں نہ ہوا۔ فرمایا کس چیز نے تجھے روکا کہ تو نے سجدہ نہ کیا جب میں نے تجھے حکم دیا تھا۔ بولا میں اس سے بہتر ہوں۔ تو نے مجھے آگ سے بنایا اور اسے مٹی سے بنایا۔

اب یہاں پر مذکور ہے کہ اللہ تعالیٰ کی باز پرس کے جواب میں ابلیس نے جب یہ کہا۔ کہ آپ نے مجھے آگ سے اور آدم علیہ السلام کو گارے سے بنایا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس بات سے انکار نہیں فرمایا۔ ہاں البتہ ابلیس نے جو آگ کو مٹی سے بہتر سمجھا تھا وہ اس کی غلطی تھی۔

کاندھلوی صاحب کی روشن کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ وہ حضور اکرم محمد مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نور نہ ماننے کے علاوہ اوّل مخلوق بھی نہیں مانتے۔ بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلیق کے بالکل منکر ہیں۔ حالانکہ تمام انبیاء علیہم السلام کے دنیا میں ظہور و تشریف لانے سے قبل تخلیق اور موجود ہونا خود قرآن کریم سے ثابت ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا۔ جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے

؁۱ :۔ قرآن حکیم پ ۸ سورت ۷ آیت ۱۱ اور ۱۲

ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ ۱ — تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور بالضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اسکی مدد کرنا۔

اس آیت میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حق میں عہد لینے کا تذکرہ ہے۔ تو ظاہر ہے کہ وہ موجود تھے تب ہی ان سے عہد لیا گیا تھا چاہے جس شکل و صورت اور جس نوعیت میں بھی موجود تھے، بہر حال انبیاء علیہم السلام کی تخلیق اور موجودگی قبل از تخلیق عنصری و جسد ظاہری آیت سے ثابت و عیاں ہے تو پھر افضل الانبیاء والرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسد ظاہری کی تخلیق و ولادت سے قبل ان کی موجودگی و تخلیق سے انکار کے کیا معنیٰ ہیں اور پھر احادیث مبارکہ سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اوّل مخلوق ہونا اور حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے قبل موجود ہونا ثابت ہے۔

امام احمد، بیہقی و حاکم نے حدیث عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت فرمائی۔ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا! بے شک میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک خاتم النبیین ہو چکا تھا اور آدم علیہ السلام ابھی اپنے خمیر میں تھے یعنی ان کا پتلا ابھی نہیں بنا تھا حاکم نے اس حدیث کو صحیح الاسناد کہا۔ مشکوٰۃ شریف میں بھی یہ حدیث بہ روایت شرح السنہ مذکور ہے۔ ۲

سوال :۔ اس حدیث کا معنیٰ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا علم الٰہی میں مقدر ہو چکا تھا کیونکہ خاتم النبیین کے معنیٰ آخری نبی کے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت نبیوں کے آخر میں تو نہیں آئے تھے؟

جواب :۔ حدیث کا مطلب یہی ہے کہ میں فی الواقع خاتم النبیین ہو چکا تھا نہ کہ میرا خاتم النبیین ہونا علم الٰہی میں مقدر تھا کیونکہ علم الٰہی میں تو ہر چیز مقدر تھی البتہ یہ ضرور ہے کہ آخر النبیین ہونے کا ثبوت اور ظہور دو الگ الگ مرتبے ہیں، اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح

---

۱ :۔ قرآن حکیم — پ ۳، سورت ۳ آیت ۸۱

۲ :۔ مواہب لدنیہ — جلد ۱ ص ۶

Marfat.com

ہیں ختمِ نبوت کے منصب پر اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فائز فرما دیا تھا بایں معنی کر سب نبیوں کے بعد ان کا سردار بن کر جانیوالا نبی یہی محبوب ہے اگرچہ جانے کا موقع ابھی نہیں آیا۔ یاد رہے کہ نبوتِ کمال کے لیے اس کا فوری ظہور لازم نہیں ہے اسی لیے اہل سنّت وجماعت کا مسلک ہے کہ حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام کمالاتِ محمدیت کے ساتھ متصف ہو کر پیدا ہوئے لیکن ان کا ظہور اپنے اپنے اوقات میں حسب حکمت و مصلحتِ خداوندی ہوا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابۂ کرام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلّم سے پُوچھا۔ یا رسُول اللہ! آپ کو نبوّت کب ملی حضور علیہ السلام نے فرمایا!

آدَمُ بَیْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ جبکہ آدم علیہ السلام ابھی روح اور جسم کے درمیان تھے یعنی اُن کے جسم میں جان نہیں ڈالی گئی تھی۔ یہ روایت ترمذی شریف کی ہے اور علامہ ابوعیسیٰ ترمذی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔ انہیں الفاظ میں حضرت مَیْسَرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے۔ امام احمد بن حنبل نے اس حدیث کو روایت کیا اور امام بخاری نے اپنی تاریخ میں اور محدث ابونعیم نے "حلیہ" میں یہ حدیث روایت کی اور محدث حاکم نے اس کی تصحیح فرمائی ہے[۱]

اور حضرت امام زین العابدین اپنے والد ماجد حضرت امام حسین سے اور وہ اپنے والد مکرم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا! میں آدم علیہ السلام کی پیدائش سے چودہ ہزار برس پہلے اپنے پروردگار کے حضور میں ایک نُور تھا۔[۲]

یاد رہے کہ اس حدیث میں چودہ ۱۴۰۰۰ ہزار کا ذکر ہے اس سے زیادہ کی نفی نہیں ہے لہٰذا کسی دُوسری روایت میں چودہ ہزار سے زیادہ سالوں کا وارد ہونا تعارض کا موجب نہیں۔

ع۱ :- مواہب لدنیہ جلد ۱ ص ۶۔

ع۲ :- انسان العیون جلد ۱ ص ۲۹۔

Marfat.com

صاحب روح المعانی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اوّل مخلوق ہونے کے بارہ میں ارقام فرماتے ہیں۔

وَلِذَا کَانَ نُوْرُہٗ صلی اللہ علیہ وسلم اَوَّلَ الْمَخْلُوْقَاتِ ؏۱ اور اس لیے آپ کا نور اوّل مخلوق ہے اور پھر خود قرآن حکیم کی آیت مبارکہ موجود ہے جس سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اوّلیت خلقت کی طرف واضح اشارہ ملتا ہے۔

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ ؏۲ یعنی میں سب سے پہلا مسلم ہوں۔

صاحب عرائس البیان فرماتے ہیں۔

وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ اِشَارَۃٌ اِلٰی تَقَدُّمِ وُجُوْدِہٖ وَجَوْہَرِہٖ عَلٰی جَمِیْعِ الْکَوْنِ ؏۳۔ اس آیت میں اشارہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک اور جوہر مقدس جمیع کون یعنی تمام ماسوی اللہ پر مقدم ہے۔

ظاہر ہے کہ اختیاری یا غیر اختیاری اسلام واطاعت سے تو عالم کا کوئی ذرّہ خالی نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَہٗٓ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِی الْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْھًا وَّاِلَیْہِ یُرْجَعُوْنَ ؏۴ اور اسی کے حضور گردن رکھے ہیں جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں خوشی سے اور اسی کیطرف پھیریں گے۔

پھر اسلام لانے والوں سے پہلے اس وقت ہو سکتے ہیں جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سب سے پہلے ہوں۔ لہٰذا اس آیت سے بھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خلقت تمام کائنات سے پہلے معلوم ہوئی۔

؏۱ :۔ سید محمود آلوسی مفسّر — روح المعانی پ۱ ص۹۶

؏۲ :۔ قرآن حکیم — پ ۳ سورت ۳ آیت ۸۳

؏۳ :۔ عرائس البیان — جلد ۱ ص ۲۳۸

؏۴ :۔ قرآن حکیم — پ۳ سورت ۳ آیت ۸۳۔

Marfat.com

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا ؏[1]

اور اے محبوب یاد کرو جب تمہارے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے اُنکی نسل نکالی اور انہیں خود اُن پر گواہ کیا۔ کیا میں تمہارا رب نہیں؟ سب بولے کیوں نہیں ہم گواہ ہوئے۔

تمام نفوسِ بنی آدم سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نفسِ قدسی نے بلیٰ کہہ کر اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار فرمایا اور باقی نفوسِ بنی آدم نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقرار پر اقرار کیا، اس واقعہ کا مقتضیٰ بھی یہی ہے کہ ذاتِ پاک مصطفوی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام مخلوق ہو کر عدم سے وجود میں جلوہ گر ہو چکی تھی۔

رسالہ دارالعلوم دیوبند بابت ماہ ربیع الاول ۱۳۷۴ھ میں لکھا ہے کہ! مزید تائید کے لیے حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث بھی پیش کی جاسکتی ہے وہ فرماتے ہیں۔ جب خدا تعالیٰ نے عالمِ میثاق میں اقرار لیا تھا اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ تو سب سے پہلے آپ ہی نے فرمایا بَلٰى۔ اس کے بعد سب نے کہا۔

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ مولانا حسن دہلوی کے نام اپنے ایک مکتوب شریف میں فرماتے ہیں کہ!

حقیقتِ محمدیہ کو ظہورِ اول اور حقیقتُ الحقائق کہتے ہیں۔ اس کی مطلب یہ ہے۔ کہ دوسرے حقائق خواہ انبیاء علیہم السلام کے حقائق ہوں یا ملائکہ عظام کے سب حقیقت محمدی کے ظل (عکس) ہیں، اور تمام حقیقتوں کی اصل حقیقتِ محمدی ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرا نور پیدا کیا " اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِيْ اور پھر یہ بھی فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوا اور مومن میرے نور سے پیدا ہوئے خُلِقْتُ مِنْ نُوْرِ اللّٰهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنْ نُوْرِيْ ؏[2]

اور مولوی حسین احمد صاحب مدنی دیوبندی کی کتاب الشہاب الثاقب کے صفحہ ۵۰ پر

؏[1] قرآن حکیم پ ۹ سورت ۷ آیت ۱۷۲ ؏[2] مجدد الف ثانی قدس سرہٗ مکتوبات شریف دفتر سوم مکتوبات ۱۲۲

مرقوم ہے ۔ ہمارے اکابر کے اقوالِ عقائد کو ملاحظہ فرمائیے ۔ یہ جملہ حضرات حضور پُر نور علیہ السلام کو ہمیشہ سے اور ہمیشہ تک واسطہ فیوضات الٰہیہ و میزابِ رحمتِ غیر متناہیہ اعتقاد کیے بیٹھے ہیں ۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ ازل سے ابد تک جو رحمتیں عالم پر ہوئی ہیں اور ہوں گی عام ہے وہ نعمت وجود کی ہو یا کسی اور قسم کی ان سب میں آپ کی ذاتِ پاک اسی طرح واقع ہوئی ہے جیسے آفتاب سے نور چاند میں آیا ہو اور چاند سے نور ہزاروں آئینوں میں ۔ غرضیکہ حقیقتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام والتحیۃ واسطہ جملہ کمالاتِ عالم و عالمیاں ہے یہی معنی "لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ" اور "اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرِیْ" اور "اَنَا نَبِیُّ الْاَنْبِیَاءِ" کے ہیں ۔ ع۱

دیکھا آپ نے دیوبندی عالم مولوی حسین احمد صاحب نے کس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اوّل مخلوق ، واسطہ فیض و رحمتِ الٰہی نبیوں کے نبی اور نور تسلیم کیا اور لکھا ہے ۔

سوم :- "کاندھلوی صاحب کہتے ہیں کہ یہ حدیث نور ، شیعوں نے اپنے عقائد مخصوصہ کے اثبات کے لیے وضع کی ہے کیونکہ اس کا روایت کرنے والا محدث عبد الرزاق شیعہ تھا اس لیے یہ اہلسنت کے لیے حجت نہیں ہو سکتی ۔ ع۲

جواب :- جن اہل تشیع سے محدثین اہل سنّت نے روائتیں لی ہیں وہ ثقہ ، صدوق اور قول کے انتہائی سچے تھے اور آج کل کے شیعوں کی طرح نہ تھے وہ صحابہ کرام کو قابلِ احترام اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ اوّل اور بعد الانبیاء افضل اُمت مانتے تھے ۔ انکا تشیع صرف اس قدر تھا کہ دوسروں کی نسبت حضرت علی مرتضیٰ سے زیادہ محبت رکھتے تھے ۔ حافظ شمس الدین الذہبی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المتوفی ۷۴۸ھ فرماتے ہیں ۔ جن کے حق میں حافظ علامہ جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ " تَذْكِرَةُ الْحُفَّاظ " ع۳ میں لکھتے ہیں کہ محدثین چار آدمیوں کے پروردہ ہیں ۔ جو یہ ہیں ع۱ ذہبی ع۲ مزی ع۳ عراقی اور ابن حجر ع۴

ع۱ :- حسین احمد دیوبندی ۔ الشہاب الثاقب ص۵۰ ۔

ع۲ :- کاندھلوی ۔ ماہنامہ اشتراک ۔

ع۳ :- جلال الدین سیوطی امام ۔ تذکرۃ الحفاظ

Marfat.com

سوال :۔ یہ کیسے جائز ہے کہ کسی مُبتدع کی توثیق کی جائے جبکہ ثقہ کی حد تو یہ ہے کہ اس میں عدالت اور اتقان پایا جائے تو پھر بدعتی آدمی عادل کیسے ہو سکتا ہے ۔

جواب :۔ بدعت کی دو قسمیں ہیں ۔ بدعت صغریٰ جیسا کہ تشیع ۔ تو یہ چیز جن راویوں میں پائی جاتی تھی ۔ لیکن اس کے ساتھ اُن میں صدق ، وَرع تقویٰ اور دیانتداری پائی جاتی تھی ۔ ان سے ہمارے عُلماء نے حدیث روایت کی ہے ۔ اور اگر ان تمام کی روایات کو چھوڑ دیا جائے تو پھر تمام آثار نبویہ کو نظر انداز اور ترک کرنا لازم آتا اور یہ تو بہت بڑا فساد اور بڑی خرابی ہوتی ذہبی کی اپنی عبارت یہ ہے ۔

فَبِدْعَةٌ صُغْرىٰ كَغُلُوِّ التَّشَيُّعِ وَالتَّشَيُّعِ بِلَا غُلُوٍّ وَلَا تَحَرُّفٍ فَهٰذَا كَثِيْرٌ فِي التَّابِعِيْنَ وَتَابِعِيْهِمْ مَعَ الدِّيْنِ وَالْوَرَعِ وَالصِّدْقِ فَلَوْ رُدَّ حَدِيْثُ هٰؤُلَاءِ لَذَهَبَ جُمْلَةٌ مِنَ الْآثَارِ النَّبَوِيَّةِ وَهٰذِهِ مَفْسَدَةٌ بَيِّنَةٌ [1]

یاد رہے کہ یہی فیصلہ خوارج کے باب میں ہے ۔

اور بدعت کبریٰ جیسا کہ کامل رفض اور اس میں غلو کرنا اور حضرت ابوبکر صدیق و عمر رضی اللہ عنہما کو ان کے مرتبہ سے گھٹا کر دکھانا ، جو لوگ اس قسم کے رافضی ہوں ان سے روایت نہیں کی جاتی اور ایسے لوگوں میں کوئی سچا آدمی اور مامون ملتا بھی نہیں بلکہ جھوٹ ان کا شعار اور تقیہ اور منافقت ان کا اوڑھنا بچھونا ہوتا ہے ۔ تو ایسے لوگوں کی روایت بھلا کس طرح قبول کی جا سکتی ہے ۔ [2]

علامہ ذہبی مزید فرماتے ہیں ۔ ابان بن تغلب کوفی تھا لیکن صدوق (سچا) تھا مسلم اور ارباب سنن اربعہ نے اس سے روایتیں لی ہیں ۔ ذہبی فرماتے ہیں ۔

فَلَنَا صِدْقُهُ وَعَلَيْهِ بِدْعَتُهُ [3] ہمارے لیے اس کا سچ مفید ہے اور اس

---

[1] :۔ شمس الدین ذہبی حافظ میزان الاعتدال ج ۱ ص ۵

[2] :۔ شمس الدین ذہبی حافظ میزان الاعتدال ج ۱ ص ۶

[3] :۔ " " " " ج ۱ ص ۵

Marfat.com

کے لیے اکی بدعت وشیعت نقصان دہ۔

مزید واضح ہو کہ ایک راوی عبداللہ بن موسیٰ العبسی شیعہ تھا مگر بخاری و مسلم میں اس کی روایات موجود ہیں۔ یونہی ابوسعید عباد بن یعقوب الرواجنی کوفی متوفی ۲۵۰ھ رافضی تھا۔ مگر بخاری میں اس کی روایت موجود ہے۔ یونہی عبدالملک بن اعین کوفی مولی ابن شہبان شیعہ تھے۔ علیٰ ھذا القیاس محمد بن خادم ابومعاویہ (م ۲۲۶ھ) مرجیہ تھا اور صحیح بخاری و مسلم میں ان سے روائتیں لی گئی ہیں۔ خود امام نسائی کی نسبت تاریخ ابن خلکان میں ہے کَانَ یَتَشَیَّعُ وہ تشیع کی طرف میلان رکھتے تھے۔ اور ان کی وفات بھی اسی وجہ سے ہوئی ہے دیکھئے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "بستان المحدثین"۔

ایک دیوبندی عالم مولوی شبیر احمد عثمانی نے فتح الملہم شرح مسلم کے مقدمہ میں اَسْمَاءُ مَنْ رُمِیَ بِبِدْعَۃٍ مِمَّنْ اَخْرَجَ لَهُمُ الْبُخَارِیُّ وَالْمُسْلِمُ" کے عنوان کے تحت بخاری و مسلم کے راویوں میں ان رافضیوں اور خارجیوں وغیرہم کا ذکر کیا ہے۔ جن سے بخاری و مسلم نے روایتیں لی ہیں ؏۱

اب ہم آخر میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے اس بارہ میں فیصلہ کے الفاظ لکھ دیتے ہیں۔

وَبِالْجُمْلَةِ الْاَئِمَّةُ مُخْتَلِفُوْنَ فِیْ اَهْلِ الْحَدِیْثِ مِنْ اَهْلِ الْبِدَعِ وَالْاَهْوَاءِ وَاَرْبَابِ الْمَذَاهِبِ الزَّائِغَةِ وَقَالَ صَاحِبُ جَامِعِ الْاُصُوْلِ اَخَذَ جَمَاعَةٌ مِنْ اَئِمَّةِ الْحَدِیْثِ مِنْ فِرْقَةِ الْخَوَارِجِ وَالْمُنْتَسِبِیْنَ اِلَی الْقَدَرِ وَالتَّشَیُّعِ

حاصل کلام آئمہ کرام اہل بدعت و اہواء اور بدمذہبوں کے بارے میں مختلف ہیں صاحب "جامع الاصول" نے کہا ہے ائمہ محدثین کی ایک جماعت نے خوارج قدریہ اور رافضیہ اور اہل تشیع سے حدیثیں بیان کی ہیں (آگے فرماتے ہیں) اس میں شک نہیں کہ ان فرقوں سے

؏۱: شبیر احمد عثمانی دیوبندی مقدمہ فتح الملہم صـ ۶۶۔

Marfat.com

وَالرَّفْضِ (اِلٰی آخِرِ مَاقَالَ) وَلَاشَکَّ اَنَّ اَخْذَ الْحَدِیْثِ مِنْ ھٰذِہِ الْفِرَقِ یَکُوْنُ بَعْدَ التَّحَرِّیْ وَالْاِسْتِصْوَابِ ؎۱

حدیث سوچ سمجھ اور تحقیق حال کے بعد روایت کی جائے۔

محقق دہلوی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ محدثین کا اس قسم کے لوگوں سے روایت لینا تحری واستصواب، سوچ بچار اور تحقیق و پرکھ پر مبنی ہے۔ اور ان لوگوں سے قطعاً روایت لینا ممنوع نہیں ہے ورنہ تو کوئی کہہ سکتا ہے کہ امام بخاری نے غلط روایتیں لی ہیں اور یہ بات صحیح ہے کہ خوارج واہل تشیع وغیرہم اہل بدعت سے کوئی ایسی روایت قبول نہیں کی جائے گی جس میں ان کا کوئی مخصوص عقیدہ ثابت ہوتا ہو۔

لیکن حدیث نور زیر نظر دبحث سے روافض کا کون سا مخصوص عقیدہ ثابت ہوتا ہے۔ کاندھلوی صاحب اس کی نشاندہی کرنے میں قطعی ناکام رہے ہیں۔ اور ان کا یہ کہنا کہ "اس سے پنج تن پاک سے متعلق خود ساختہ کہانیوں کی راہ ہموار ہوتی ہے" کافی نہیں۔ کیونکہ وہ یہ بتانے سے قاصر رہے ہیں کہ وہ کونسی کہانیاں ہیں جو اس حدیث سے ثابت ہوتی ہیں ورنہ ویسے تو عرش عظیم پر کلمہ طیبہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" لکھا ہونے کی روایت کو اس لیے ردّ نہیں کیا جا سکتا کہ اس سے روافض کو راہ ملے گی اور وہ کہیں گے کہ عرش پر تمام پنجتن پاک کے نام لکھے ہیں تو کیا کوئی اس وجہ اور اس احتمال سے حدیث مذکور کو رد کر سکتا ہے؟ جواب یہی ہوگا کہ نہیں تو پھر خوب سمجھ لیں کہ آپ کے ان خود ساختہ و تراشیدہ احتمالات سے حدیث نور کو رد نہیں کیا جا سکتا۔ وہ حجت ہے اور اکابرین محدثین واجل علماء نے اس کو تسلیم کیا ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

یہ تو عام اہل بدعتِ اعتقادیہ مثل خوارج واہل تشیع سے روایتِ حدیث لینے کے بارہ میں حکم تھا اور محدث عبد الرزاق کے بارہ میں خصوصیت کے ساتھ کلام آئندہ ؎۲ کے تبصرہ میں ملاحظہ کریں۔

؎۱:۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی مقدمہ مشکوٰۃ ص ۵۔

Marfat.com

کاندھلوی صاحب کا نظریہ یہ ہے کہ :-

چہارم: حدیث نور کا راوی عبدالرزاق رافضی ہے۔ اس لیے اس کی روایت ناقابل قبول ہے

اب ہم دیکھتے ہیں کہ محدثین کرام کی محدث عبدالرزاق کے بارہ میں آراء کیا ہیں۔

جواب: واضح ہو کہ عبدالرزاق متعدد ہو گذرے ہیں ہمارا کلام عبدالرزاق بن ہمام بن نافع الامام الحمیری الصنعانی کے بارے میں ہے۔ تو حافظ شمس الدین ذہبی ان کے بارہ میں لکھتے ہیں۔

اَحَدُ الْاَعْلَامِ الثِّقَاتِ ع۱ وہ ثقہ علماء میں سے تھے۔

جن کی ولادت ۱۲۶ھ میں ہوئی اور ۲۰ برس کے تھے کہ علم کی تلاش شروع کی۔

سات سال تک معمر بن راشد محدث کی خدمت میں رہ کر تحصیل علم کرتے رہے اور محدث ابن جریج۔ محدث عبیداللہ بن عمر محدث عبداللہ بن سعید بن ابی ہند۔ محدث ثور بن زید اور محدث امام اوزاعی اور ان کے علاوہ بہت سے محدثین سے احادیث مبارکہ یاد کیں اور پھر حدیث کے باب میں بڑی کتاب لکھی جو کہ "مصنف عبدالرزاق" کے نام سے مشہور ہے۔

جس کے بارہ میں حافظ ذہبی کی رائے یہ ہے۔

وَصَنَّفَ الْجَامِعَ الْكَبِيْرَ وَهُوَ خَزَانَةُ الْعِلْمِ۔ کہ جامع کبیر لکھی اور وہ علم کا خزانہ ہے۔

محدث عبدالرزاق کے شاگردوں کے اسماء گرامی: امام احمد بن حنبل محدث اسحاق محدث یحییٰ بن معین۔ محدث ذھلی۔ محدث رمادی محدث عبد۔

حافظ ذہبی کے الفاظ اس بارہ میں یہ ہیں وَرَحَلَ النَّاسُ اِلَيْهِ اَحْمَدُ وَاسحاق ...

یعنی امام احمد بن حنبل اور محدث اسحاق اور یحییٰ بن معین جیسے ائمہ ان کی خدمت میں حا... ہو کر پڑھتے رہے۔ ان کی شیعیت کے بارہ میں حافظ ذہبی کی تحریر پڑھیے لکھتے ہیں۔

وَقَالَ سَلَمَةُ بْنُ شَبِيْبٍ۔ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّزَّاقِ يَقُوْلُ! وَاللهِ مَا انْشَرَحَ صَدْرِيْ اَنْ اُفَضِّلَ عَلِيًّا عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ رضی اللہ عنہما۔ کہ کبھی میرے دل میں یہ بات ...

ع۱: شمس الدین ذہبی حافظ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۶۰۹۔

Marfat.com

آئی کہ میں حضرت علی کو حضرت ابوبکر و عمرؓ پر فضیلت دوں ۔ رضی اللہ عنہم ۔

عبد الرزاق نے خود اس بارہ میں یہ بیان کیا تھا ۔

وَقَالَ اَحْمَدُ بْنُ الْاَزْهَرِ سَمِعْتُ عَبْدَ الرَّزَّاقِ يَقُوْلُ ۔ اُفَضِّلُ الشَّيْخَيْنِ بِتَفْضِيْلِ عَلِيٍّ اِيَّاهُمَا عَلٰى نَفْسِهٖ وَلَوْ لَمْ يُفَضِّلْهُمَا لَمْ اُفَضِّلْهُمَا كَفٰى بِيْ اِزْدِرَاءً اَنْ اُحِبَّ عَلِيًّا ثُمَّ اُخَالِفَ قَوْلَهٗ ع[1]

احمد بن ازہر کہتے ہیں کہ میں نے خود عبد الرزاق کی زبانی سنا کہ وہ یہ کہہ رہے تھے کہ میں شیخین حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کو حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ترجیح و فوقیت دیتا ہوں کیونکہ خود حضرت علی ان دونوں کو اپنی ذات پر فضیلت و فوقیت دیتے رہے ہیں اور اگر وہ خود ان کی برتری تسلیم نہ کرتے تو میں بھی ان کو فضیلت نہ دیتا ، میری برائی کے لیے یہ بات کافی ہے کہ میں حضرت علی سے محبت رکھوں اور پھر ان کے قول کی مخالفت کر کے حضرت علی کو حضرت ابوبکر و حضرت عمرؓ پر فضیلت دوں جبکہ خود حضرت علی ان دونوں کو اپنی ذات پر فضیلت دیتے رہے ہیں ۔

معلوم ہوا کہ عبد الرزاق زیرِ بحث تفضیلی بھی نہ تھے ۔ حالانکہ ہمارے ملک میں تفضیلیوں کی ایک بڑی کھیپ موجود ہے جو اپنے آپ کو سُنّی حنفی کہلاتے ہیں العیاذ باللہ ، خدا تعالیٰ منافقوں کی تلبیس سے مسلمانوں کو بچائے ۔ آمین ۔

عبد الرزاق کی روایت کے بارہ میں

ابو صالح محمد اسماعیل ضراری کہتے ہیں کہ ہم نے حج کے موقعہ پر مکہ مکرمہ میں حضرت یحییٰ بن معین سے ملاقات کے دوران عبد الرزاق مذکور کی حدیث کے بارے میں دریافت کیا کہ ۔ آیا وہ قابلِ قبول ہے یا نہیں ۔ تو انہوں نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ ۔

لَوِ ارْتَدَّ عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ الْاِسْلَامِ مَا تَرَكْنَا حَدِيْثَهٗ ع[2]

اگر عبد الرزاق اسلام سے پھر بھی جائے تب بھی ہم اسکی حدیث نہیں چھوڑیں گے ۔

ع[1] : شمس الدین ذہبی حافظ میزان الاعتدال ج ۲ ص ۶۰۹ ۔

ع[2] : " " " " " ج ۲ ص ۶۱۲ ۔

Marfat.com

یہ کلام لبفرض محال کے طور پر کیا گیا ہے ۔ مطلب یہ ہے کہ حدیث رسُول علیہ السلام کے باب میں محدث عبدالرزاق قابلِ اعتماد اور مرکزی شخصیت ہے ۔

اور احمد بن صالح کہتے ہیں کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے عبدالرزاق سے زیادہ احادیث رسُول کو اچھی طرح یاد رکھتے اور بیان کرنے والا کوئی دیکھا ہے ؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا کہ نہیں ۔ ع[1]

اور علامہ ابن حجر عسقلانی اپنی مشہور تصنیف "تہذیب التہذیب" میں لکھتے ہیں کہ عبدالرزاق ہم سب میں زیادہ علم والے اور زیادہ حافظہ والے تھے اور محدث یعقوب کہتے ہیں کہ ہشام مذکور اور عبدالرزاق مذکور دونوں ثقہ تھے ۔ ع[2]

محدث ابن عدی کہتے ہیں کہ بڑے بڑے ثقہ مسلمانوں اور آئمہ نے عبدالرزاق کی خدمت میں بغرض تحصیلِ علم حاضری دی اور ان سے حدیثیں لکھی ہیں ۔ ع[3]

اور محدث ابو حاتم نے کہا کہ عبدالرزاق سے جو احادیث لکھی جائیں وہ قابلِ اعتماد ہیں اور محدث ابن حبان نے ان کو ثقات (ثقہ لوگوں) میں ذکر کیا ہے ۔ اور محدث ابو داؤد کہتے ہیں کہ عبدالرزاق ثقہ ہیں ۔ اور محدث ابو داؤد حسن بن علی الحلوانی کی وساطت سے عبدالرزاق کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ جب اُن سے یہ سوال کیا گیا کہ کیا آپ حضرت علی کو جنگوں میں حق پر خیال کرتے ہیں ؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ تو ان جنگوں کو فتنہ سمجھتے تھے ۔ اور میں خواہ مخواہ ان کے بارہ میں یہ خیال کرنے لگوں ۔ ع[4]

محدث عبدالرزاق خود بیان کرتے ہیں کہ میں جب حج کرنے مکہ معظمہ گیا تو تین دن تک وہاں پر کوئی آدمی میرے پاس حدیث سُننے کی غرض سے نہ آیا تو میں نے کعبے کی دیوار

ع۱ :- شمس الدین ذہبی حافظ — میزان الاعتدال ج ۲ ص ۶۱۴ ۔

ع۲ :- ابن حجر عسقلانی امام — تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۳۱۲ ۔

ع۳ :- ″ ″ ″ — ″ ″ ج ۶ ص ۶۱۳ ۔

ع۴ :- ″ ″ ″ — ″ ″ ج ۶ ص ۶۱۴ ۔

Marfat.com

پکڑ کر بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا۔ اے میرے مولا کیا میں کذّاب (جھوٹا) ہوں یا احادیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم میں ملاوٹ کرنے والا اور اپنی طرف سے باتیں شامل کرنے والا ہوں کہ تیرا بھیجا ہوا کوئی آدمی میرے پاس ابھی تک نہیں آیا۔ یہ عرض کر کے جب میں واپس اپنی قیام گاہ پر لوٹا تو اب لوگ میرے پاس آنے لگ گئے۔ اور محدّث عجلی اور محدّث بزار کہتے ہیں کہ عبد الرزاق ثقہ ہیں۔ اور محدّث ذہلی کہتے ہیں کہ عبد الرزاق حدیث کے فن میں بہت بیدار اور بہت یادداشت والے تھے۔ اور ابراہیم بن عباد الدبری کہتے ہیں کہ عبد الرزاق کو قریباً سترہ ہزار حدیثیں یاد تھیں۔ ؎۱

اب کاندھلوی صاحب کا یہ کہنا کہ بعض تو انہیں کذّاب بھی کہتے ہیں۔

اس بارہ میں علامہ ابن حجر کا یہ قول نقل کر دینا ہی کافی ہے کہ انہوں نے زید بن المبارک سے کذّاب والا قول نقل کر کے لکھا ہے کہ :۔

وَهٰذَا اِنْ كَانَ مَرْدُوْدًا عَلٰى قَائِلِهٖ — اس کا مفہوم یہ ہوا کہ عبد الرزاق کو کذّاب کہنے والا قول اس کے قائل کے منہ پر مار دینا چاہیئے۔ یعنی ہم اس کی تائید نہیں کرتے۔ ؎۲

حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ ابوبکر بن زنجویہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عبد الرزاق کو یہ کہتے سنا ہے کہ رافضی کافر ہے۔ ؎۳

محدّث عبد الرزاق سے حافظ ابن حجر نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا۔

رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا بَكْرٍ وَّ عُمَرَ وَ عُثْمَانَ مَنْ لَّمْ يُحِبَّهُمْ فَمَا هُوَ مُؤْمِنٌ۔ ؎۴ — اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم پر رحمت فرمائے جو آدمی ان حضرات کے ساتھ محبّت و عقیدت نہ رکھے وہ تو مومن نہیں ہے۔

؎۱ :۔ ابن حجر عسقلانی امام — تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۳۱۴۔
؎۲ :۔ شمس الدین ذہبی امام — میزان الاعتدال ج ۲ ص ۶۱۳۔
؎۳ :۔ ابن حجر عسقلانی امام — تہذیب التہذیب ج ۶ ص ۳۱۵۔
؎۴ :۔ 〃 〃 〃 〃 〃 ج ۶ ص ۳۱۳

اور حضرت ابو بکر و حضرت عمر کے حضرت علی رضی اللہ عنہم سے افضل ہونے کا عقیدہ جو محدث عبد الرزاق سے میزان الاعتدال للذہبی کے حوالہ سے اس مضمون میں اوپر نقل کیا ہے ، ملاحظہ ہو ، تہذیب التہذیب جلد ۶ ص ۳۱۳ ۔

کاندھلوی صاحب نے لکھا ہے کہ عبد الرزاق کی حدیث کو بعض محدثین چند شرائط کے ساتھ قبول کرتے ہیں اور چونکہ یہ شیعہ ہیں لہٰذا فضائل و مناقب میں انکی روایت قابل قبول نہیں ہے۔

مذکورہ شرائط کے جواب بالترتیب ملاحظہ فرمائیں : ۔

جواب شرط ۱ عبد الرزاق کے شیعہ ہونے کی نوعیت کا تو اوپر ذکر کیا جا چکا ہے ۔ اب رہی یہ بات کہ مطلق فضائل و مناقب میں ان کی روایت قابل قبول نہیں ۔ اس کے لیے کاندھلوی صاحب کو حوالہ پیش کرنا چاہیئے تھا ۔ مگر وہ تو اپنی ان ساری باتوں کو بغیر کسی اسماء الرجال کی کتاب اور محدث کے حوالہ کے ہی لکھ گئے ہیں جو صحیح نہیں ہے اور ان کی یہ روش تحریر اور طریقۂ تردید صحیح نہیں کہ وہ خود تو بڑے بڑے لوگوں کی بات ماننے کے لیے تیار نہیں ہیں لیکن اپنی بات کو بغیر کسی حوالہ کے ہی منوانا چاہتے ہیں ، یہ کوئی طریقہ نہیں ہے وہ یہ بتائیں کہ یہ کس نے اور کہاں لکھا ہے کہ مطلقاً فضائل کے باب میں یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فضائل کے باب میں عبد الرزاق ایسے شخص کی حدیث جس کی شیعیت کی نوعیت آپ پہلے پڑھ چکے ہیں قابل قبول نہیں ہے جبکہ محدثین کا ایک جم غفیر اُن کی روایت کردہ حدیثِ نور کو قبول کر چکا ہے ۔ یہاں تک کہ بڑے بڑے علماء دیوبند نے بھی اس حدیث کو اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے ۔

شرط ۲ کاندھلوی صاحب کہتے ہیں کہ ۲۱۰ھ میں ان کا دماغ جواب دے گیا تھا لہٰذا ۲۱۰ھ کے بعد ان کی روایات ناقابل قبول ہیں ۔

جواب : ۔ آپ یہ ثابت کریں کہ حدیث زیر بحث ان سے ۲۱۰ھ کے بعد ہی روایت کی گئی ہے ۔ ورنہ اتہام و الزام بے تحقیق و بے سند و ثبوت کے سوا آپ کی گپ کی کوئی حیثیت نہیں ہے ۔ یہ حدیث نور محدث عبد الرزاق کی مشہور کتاب "مصنف عبد الرزاق" میں مذکور رہے اور ہم امام حافظ ذہبی کے حوالہ سے اُوپر لکھ چکے ہیں کہ ان کی یہ کتاب

Marfat.com

"علم کا خزانہ" ہے اور پھر یہ تو بہت پہلے لکھی جا چکی تھی اور محدثین کہتے ہیں کہ جس حدیث کو وہ کتاب سے بیان کرتے ہیں وہ تو صحیح ہوتی تھی۔ اور کلام اس حدیث میں تو نہیں ہے جس کو وہ بڑھاپے میں ماؤف ہو جانے کے بعد یاد و حافظہ سے بیان کرتے تھے بلکہ کلام تو اس حدیث میں ہے جس کو وہ بہت پہلے اپنی مشہور زمانہ کتاب میں قلمبند کر چکے تھے

کاندھلوی صاحب کو ذرا سوچ سمجھ کر بات کرنی چاہیے تھی۔

شرط ۳: کاندھلوی صاحب لکھتے ہیں کہ ان کے بھانجے کی روایات منکر ہوتی ہیں۔

جواب:۔ تو کیا یہ حدیث زیرِ بحث بھی ان کے بھانجے ہی نے روایت کی تھی۔ چلیے دکھائیے اور کوئی مستند حوالہ اس پر پیش کیجئے ورنہ ایک ثابت حدیث کو رد کرنے کے لیے ان حیلوں، بہانوں اور ٹال مٹول کی کیا ضرورت ہے۔

شرط ۴: کاندھلوی صاحب کہتے ہیں کہ یہ عبدالرزاق معمر سے روایات غلط بیان کرنے میں مشہور ہے اور اس کی عام روایات معمر سے ہی ہوتی ہیں۔

جواب:۔ کاندھلوی صاحب نے تو اپنی بات پر کوئی حوالہ پیش نہیں کیا لیجئے ہم اپنے مدعا پر حوالہ پیش کیے دیتے ہیں۔

حافظ ذہبی لکھتے ہیں کہ امام ابو زرعہ دمشقی (امام مسلم کے استاذِ حدیث) فرماتے ہیں۔ کہ میں نے امام احمد بن حنبل سے دریافت کیا تھا کہ کیا عبدالرزاق اپنے شیخ معمر کی بیان کردہ حدیث کو یاد رکھتا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں یاد رکھتا ہے۔ [۱]

جواب: آپ جو کچھ لکھ رہے ہیں، اس پر حوالہ پیش کریں۔ اب رہی حدیثِ نور زیرِ بحث کی روایت کے قابلِ قبول ہونے کے یا نہ ہونے کی تو ہم اپنے مقالہ زیرِ طباعت میں کافی کلام کر چکے ہیں۔ جس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں۔ اس کو وہیں دیکھ لیا جائے۔

اعتراض کا جواب ۶۵: اس کا مختصر جواب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کے لیے مادہ نہیں تھا تاکہ یہ اعتراض وارد ہو سکے۔ عین ذاتِ الٰہی سے پیدا ہونے کے یہ

---

[۱]:۔ شمس الدین ذہبی امام — میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۶۰۹

معنی نہیں کہ معاذاللہ ذاتِ الٰہی ذاتِ رسالت کے لیے مادہ ہے، جیسے مٹی سے انسان پیدا ہو۔ یا عیاذاً باللہ ذاتِ الٰہی کا کوئی حصہ یا کل ذات نبی ہو گیا اللہ عزّوجل حصے اور ٹکڑے اور کسی کے ساتھ متحد ہو جانے یا کسی شے میں حلول فرمانے سے پاک اور منزہ ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو، خواہ کسی شئی کو جزو ذاتِ الٰہی خواہ کسی مخلوق کو عین و نفسِ ذاتِ الٰہی ماننا کفر ہے۔ اس تخلیق کے اصل معنی تو اللہ و رسول جانیں جل و علا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالم میں ذاتِ رسول کو کما حقہٗ، تو کوئی پہچانتا ہی نہیں حدیث میں ہے۔

یَا اَبَا بَکْرٍ لَمْ یَعْرِفْنِیْ حَقِیْقَۃً غَیْرُ رَبِّیْ۔ اے ابوبکر مجھے جیسا میں حقیقت میں ہوں میرے رب کے سوا کسی نے نہ جانا۔ ذاتِ الٰہی سے اس کے پیدا ہونے کی حقیقت کسے مفہوم ہو۔ مگر اس میں فہم ظاہر بین کا جتنا حصہ ہے وہ یہ ہے کہ حضرت حق عزّ جلالہٗ نے تمام جہان کو حضور پر نور محبوب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے پیدا فرمایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔

لَوْلَاکَ مَا خَلَقْتُ الدُّنْیَا [1]

آدم علیہ السلام سے ارشاد ہوا لَوْلَا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُکَ وَلَا اَرْضًا وَلَا سَمَاءً [2] اگر محمد نہ ہوتے میں نہ تمہیں بناتا نہ زمین و آسمان بناتا۔ تو سارا جہان ذاتِ الٰہی سے بواسطہ حضور صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوا یعنی حضور کے صدقے حضور کے واسطے حضور کے طفیل میں۔ یہ بات نہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ سے وجود حاصل کیا پھر باقی مخلوق کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وجود دیا۔ جیسے فلاسفہ کا فرگمان کرتے ہیں کہ عقول کے واسطے دوسری چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان ظالموں کے اس قول سے بلند و بالا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ بھی کوئی خالق ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں بخلاف ہمارے حضور عین النور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کہ وہ کسی کے طفیل میں نہیں اپنے رب کے

---

[2] :۔ محمد مہدی فاسی امام مطالع المسرات صـ ۲۶۴۔

[1] :۔ زرقانی علامہ شرح زرقانی ج ۱ صـ ۷۵۔

Marfat.com

سوا کسی واسطے سے نہیں انکا نور تو نورِ ذاتِ الٰہی سے پیدا ہوا ہے۔ زرقانی شریف میں ہے
اَیْ مِنْ نُوْرٍ هُوَ ذَاتُهُ لَا بِمَعْنٰی اَنَّهَا مَادَّةٌ خُلِقَ نُوْرُهٗ مِنْهَا بَلْ بِمَعْنٰی
تَعَلُّقِ الْاِرَادَةِ بِهٖ بِلَا وَاسِطَةِ شَیْءٍ فِیْ وُجُوْدِهٖ ،، [1]

یعنی اس نور سے جو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے یہ مقصد نہیں کہ وہ کوئی مادہ ہے جس سے آپکا نور پیدا ہوا بلکہ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ آپ کے نور سے بلا کسی واسطہ فی الوجود کے متعلق ہوا"

تو یہ ہے مطلب اس حدیث "یَا جَابِرُ اِنَّ اللّٰهَ خَلَقَ نُوْرَ نَبِیِّكَ مِنْ نُوْرِهٖ" کا اور تخلیق نورِ محمدی علیہ السلام کا نورِ ذاتِ الٰہی سے"۔ تو بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور اللہ عزوجل کے نورِ ذاتی یعنی عین ذاتِ الٰہی سے پیدا ہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کا نورِ ذاتی کہنے سے نہ عین ذات یا جزوِ ذات ہونا لازم ہے۔ اور نہ ہی مسلمانوں پر بدگمانی جائز ہے تو نورِ ذاتی کہنے میں ذاتی کی یہ اصطلاح مراد نہیں کہ عین ذات یا جزو ماہیت ہو۔ بلکہ علماء اور عوام کے عرفِ عام کے مطابق ذاتی سے مراد "نورِ ذاتی" کے الفاظ میں نورِ مخلوق بلا واسطہ ہے۔ عام محاورہ میں کہتے ہیں یہ میں اپنے ذاتی علم سے کہتا ہوں یعنی کسی کی سنی سنائی نہیں۔ یہ مسجد میں نے اپنے ذاتی روپیہ سے بنائی ہے۔ یعنی چندہ وغیرہ مال غیر سے نہیں۔ شرح المواہب "زرقانی" میں ہے"۔

اِضَافَةُ تَشْرِیْفٍ وَاِشْعَارٌ بِاَنَّهٗ خَلْقٌ عَجِیْبٌ وَاَنَّ لَهٗ شَاْنًا لَهٗ مُنَاسَبَةٌ مَّا اِلَی الْحَضْرَةِ الرَّبُوْبِیَّةِ عَلٰی حَدِّ قَوْلِهٖ تَعَالٰی وَنَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ رُّوْحِیْ ،، [2]

اضافت تشریفیہ ہے، اور یہ بتانا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عجیب مخلوق ہیں۔ اور بارگاہِ ربوبیت میں آپ کو خاص نسبت حاصل ہے جیسے نَفَخْتُ فِیْهِ مِنْ

---

[1]:۔ زرقانی علامہ شرح زرقانی مواہب الدنیہ امام قسطلانی جلد ۱ ص ۵۵۔
[2]:۔ " " " " " جلد ۱ ص ۵۵

Marfat.com

ترجمہ" میں نے اس میں اپنی روح پھونکی۔

اعتراض نمبر ۱۳:۔ کاندھلوی نے سلیمان ندوی کی سیرت النبی جلد سوم کے ص ۳۷ کے حوالے سے لکھا ہے کہ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ" والی روایت تو کئی وجوہ سے صحیح نہیں اور اس کے مقابلے میں صحیح احادیث ہیں۔ جن کے اندر مخلوقاتِ الٰہی میں سے سب سے پہلے قلم تقدیر کی پیدائش کا تصریحی بیان ہے کہ۔ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ" اللہ تعالیٰ نے سب سے اوّل قلم کو پیدا فرمایا۔ ع۱

جواب:۔ اس حدیث کے تحت انور شاہ صاحب دیوبندی عرف الشذی شرح ترمذی میں لکھتے ہیں۔

کاندھلوی کا رد انور شاہ کاشمیری کے قلم سے

فِیْ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ" اَنَّ اَوَّلَ الْمَخْلُوْقَاتِ نُوْرُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَکَرَہُ الْقُسْطَلَانِیْ فِی الْمَوَاہِبِ بِطَرِیْقِ الْحَاکِمِ۔ وَالتَّرْجِیْحُ لِحَدِیْثِ النُّوْرِ عَلٰی حَدِیْثِ الْبَابِ"

ترجمہ:۔ بعض روایات میں ہے کہ اوّل مخلوق نورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے علامہ قسطلانی نے اس حدیث کو" مواہب لدنیہ" میں بطریق حاکم محدث ذکر کیا ہے۔ اور ترجیح حدیث نور کو ہے قلم والی باب حدیث کے مقابلہ میں۔ ع۲

فیصلہ:۔ حدیث نور اور حدیث قلم کے مابین اوّل مخلوق ہونے کے بارہ میں جو تعارض پایا جاتا ہے۔ اس کا فیصلہ انور شاہ صاحب نے یوں کیا ہے کہ نور والی حدیث کو قلم والی حدیث پر ترجیح حاصل ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ راجح و مرجح روایات کی رو سے اوّل مخلوق حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نور پاک ہی ہے۔ فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذٰلِکَ۔

مزید اطمینان کے لیے مزید پڑھیے۔ علامہ علی قاری مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مرقات شرح مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں۔

۱:۔ ماہنامہ اشراق۔ ۲: عرف الشذی شرح ترمذی ج ۲ ص ۳۸۔

Marfat.com

قَالَ ابْنُ حَجرٍ اِخْتَلَفَ الرِّوَايَاتُ فِي اَوَّلِ الْمَخْلُوْقَاتِ وَحَاصِلُهَا كَمَا بَيَّنْتُهَا فِي شَرْحِ شَمَائِلِ التِّرْمِذِيِّ اَنَّ اَوَّلَهَا النُّوْرُ الَّذِيْ خُلِقَ مِنْه عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ ثُمَّ الْمَاءُ ثُمَّ الْعَرْشُ [1]

علامہ ابن حجر نے کہا ہے کہ اوّل مخلوق (کون ہے) اس بارہ میں روایات مختلف ہیں اور خلاصہ یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے شرح شمائل ترمذی میں بیان کیا ہے کہ بالیقین اوّل مخلوقات وہ نور ہے جس سے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو پیدا کیا گیا ہے پھر پانی اور پھر عرش کو۔

تشریح:۔ اوّل مخلوق کون سی چیز ہے اس بارہ میں مختلف روایات ملتی ہیں۔ بعض میں ہے کہ اوّل مخلوق نورِ مصطفٰے ہے صلی اللہ علیہ وسلم اور بعض کی رو سے اوّل مخلوق قلم ہے اور بعض کی رُو سے پانی اور دوسری روایات کے مطابق عرشِ الٰہی کو سب سے پہلے پیدا کیا گیا تھا۔ اور حضرت علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقات شرح مشکوٰۃ میں اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ کے تحت لکھتے ہیں۔

وَفِي الْاَزْهَارِ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ يَعْنِيْ بَعْدَ الْعَرْشِ وَالْمَاءِ وَالرِّيْحِ لِقَوْلِهٖ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَتَبَ اللّٰهُ مَقَادِيْرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ اَنْ يَّخْلُقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِيْنَ بِخَمْسِيْنَ اَلْفِ سَنَةٍ وَعَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ وَعَنِ ابْنِ عَباس سُئِلَ عَنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى

کتاب الازھار میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی مقادیر کو آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے لکھا اور اس وقت اس کا عرش پانی پر تھا۔ یعنی قلم کی پیدائش اور کتابت سے پہلے عرش پیدا ہو چکا تھا۔ اور وہ پانی پر تھا اس کو مسلم نے روایت کیا اور ابن عباس سے روایت ہے کہ ان سے "وَكَانَ عَرْشُهٗ عَلَى الْمَاءِ"

[1]:۔ علی بن سلطان قاری مکی مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص ۱۴۹۔

اَلْمَاءِ عَلٰی اَیِّ شَیْئٍ کَانَ قَالَ عَلٰی مَتْنِ الرِّیْحِ رَوَاہُ الْبَیْہَقِیُّ ذَکَرَہٗ اَلْاُیْہُوْرِیُّ فَالْاَوَّلِیَّۃُ اِضَافِیَّۃٌ وَالْاَوَّلُ الْحَقِیْقِیُّ ھُوَ النُّوْرُ الْمُحَمَّدِیُّ عَلٰی مَابَیَّنْتُہٗ فِی الْمَوْرِدِ لِلْمَوْلِدِ ۱؎

کے بارہ میں استفسار کیا گیا کہ عرش پانی پر تھا تو پانی کس پر تھا؟ تو فرمایا۔ ہوا کی پیٹھ پر اسے بیہقی نے روایت کیا۔ پس ثابت ہوا کہ قلم کی پیدائش ہوا، پانی، اور عرش کے بعد ہے۔ اور جو چیز سب سے پہلے پیدا ہوئی وہ نورِ محمدی ہے۔ جیسا کہ میں نے اَلْمَوْرِدُ لِلْمَوْلِدِ میں بیان کیا ہے۔

یونہی شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے " مدارج النبوت جلد ۲ ص۲ پر تحریر فرمایا ہے۔

اب ملّا علی قاری، صاحب ازہار اور شیخ محقق کے اس محققانہ کلام کو دیکھئے جس سے یہ معلوم ہوا کہ قلم کی اوّلیت اضافیہ ہے حقیقی اوّلیت تو نورِ مصطفٰے کو حاصل ہے اور قلم تو تخلیق میں چوتھے نمبر پر بھی نہیں۔

اب میں اس قدر تحریر پر اکتفا کرتے ہوئے کاندھلوی صاحب اور ان کے ہمنواؤں سے کچھ سوالات کرتا ہوں۔

۱: آپ نے لکھا ہے کہ نورِ مصطفٰے والی حدیث مُصَنَّف عبدالرزاق کے علاوہ کسی دُوسری کتابِ حدیث میں مروی نہیں ہے۔ حالانکہ اس کے علاوہ محدّث بیہقی کی " دلائل النبوت" میں بھی روایت کی گئی ہے۔ اور انور شاہ صاحب کشمیری کی تحریر کا حوالہ آپ اُوپر اس تحریر میں پڑھ آئے ہیں کہ انہوں نے لکھا ہے کہ اس حدیث کو علامہ قسطلانی نے " مواہب لدنیہ" میں بطریق حاکم محدّث ذکر کیا ہے۔ اب آپ لوگ اگر عبدالرزاق کو رافضی ہونے کی وجہ سے اس کی حدیث کو نہیں مانتے تو بیہقی و حاکم کی روایت کی حیثیت سے تسلیم کریں کہ بیہقی اور حاکم تو شیعہ نہیں۔ کیسے کیا خیال ہے؟

۱؎: علی بن سلطان قاری مکی مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۶۶۔

Marfat.com

ع۲ :- آپ نے عبدالرزاق کے بارہ میں جگہ جگہ لکھا ہے کہ : وہ رافضی ہے" حالانکہ حافظ ذہبی اس سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: عبدالرزاق نے رافضی کو کافر کہا ہے ۔ ع۱
اب آپ کیا اپنے خیال سے رجوع کریں گے؟

ع۳ :- آپ اللہ تعالیٰ کو نور ماننے سے انکاری ہیں۔ لیکن اب ہماری پیش کردہ تحقیق اور امام غزالی وغیرہ اکابرین ملتِ اسلامیہ کے کلام کی روشنی میں آپ کے اس انکار و فرار کا کیا جواز باقی رہ گیا ہے۔ کہیئے کیا کہنا ہے ہاں ضرور کہیئے۔

ع۴ :- دیوبند کے حکیم الامت مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس روایت حدیث نور کو ذکر کرنے کے بعد ف سے فائدہ کا عنوان قائم کیا ہے کہتے ہیں:
ف :- اس حدیث سے نورِ محمدی کا اول الخلق ہونا باولیت حقیقیہ ثابت ہوا کیونکہ جن جن اشیاء کی نسبت روایات میں اولیت کا حکم آیا ہے ان اشیاء کا نورِ محمدی سے متاخر ہونا اس حدیث میں منصوص ہے ع۲ انتہی ۔

لیجئے۔ سلیمان ندوی صاحب اور ان کے اتباع میں کاندھلوی صاحب کے سارے کیے دھرے پر ان دیوبند کے حکیم صاحب نے پانی پھیر دیا ہے کہ آپ لوگ تو کسی طور پر نورِ مصطفےٰ کی تخلیق میں اولیتِ حقیقیہ ماننے کے لیے تیار نہیں تھے ۔ مگر دیوبندی حضرات کے ان حکیم صاحب نے اولیت حقیقی کو منصوص قرار دیا ہے ۔ اب کہیئے کیا کہنا ہے ۔ یہ تو چند سوالات ہیں ۔ باقی انشاء اللہ تعالیٰ ضرورت پڑنے پر آئندہ سہی ۔

وَاللّٰهُ تَعَالٰی وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی حَبِیْبِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ۔
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

(قاضی) غلام محمود ہزاروی

المرقوم ۲۸ ذلقعد ۱۴۰۸ھ مطابق ۱۳ جولائی ۱۹۸۸ء

از محلہ عیدگاہ ہری پور ہزارہ

ع۲ :- اشرف علی تھانوی دیوبندی نشر الطیب ص۶ ۔ ع۱ میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۶۱۳ ۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمدللہ کفیٰ وسلامٌ علےٰ عبادہ الّذین اصطفےٰ امابعد۔

زیر بصر مقالہ مزین بالحوالہ مؤلفہ منجلیٔ عقائد کاشف راہ ہدایت معدنِ اخلاق منبعٔ فیوض و برکات حضرت قاضی غلام محمود صاحب زید شرفہٗ بسلسلہ معرفت نور ایزد متعال کامل طور پر بنظر عمیق پڑھنے سمجھنے کا موقع ملا ثابت ہوا کہ ایسا محققانہ مُدللانہ مُسکت جواب دینا یہ آپ ہی کا حصّہ ہے۔ اگرچہ دیگر کتُب و رسائل بسلسلہ نور ایزد متعال پڑھنے سُننے میں گزرے ہیں تاہم آپ کی ہر پہلو پر جرح و قدح نے جملہ مسائل کو نکھار کر رکھ دیا ہے۔

اسقدر جو تحقیق و تدقیق آپ نے فرمائی ہے۔ اسکے بعد کوئی شقی ہی اس میں شک کرسکتا ہے۔ ورنہ حق و باطل روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے۔ مزید براں یہ کہ حضرت کی علمی شان بھی نمایاں طور پر غالب اور مظہر فرمان ایزدی "فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لاتعلمون" کا مصداق ثابت ہوئی ہے۔

نیز محدث جلیل شیخ عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جو تجاہل عارفانہ سے کام لیا گیا ہے اس کی کامل طور پر برأت فرمادی ہے۔

اللہ تعالےٰ آپکی کاوشِ جانکاہ کو قبول فرماتے ہوئے مسلمانوں کی عقائد میں مزید اصلاح فرمانے کی توفیق رفیق فرمائے اور جزائے خیر سے نوازے۔

نوشاہی آستانہ عالیہ کھرل شریف

حجرہ شاہ مقیم (اوکاڑہ) ۲۲ ذوالحجہ شریف ۱۴۰۸ھ

صاحبزادہ میاں جمیل احمد نوشاہی

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مذہبِ حقہ اہلسنت کا نشان یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام

ہدایت کا نشان محافظِ ایمان کنزالایمان کنزالایمان

حضراتِ گرامی: اگر کوئی مسلمان یہ نہیں چاہتا کہ وہ ایسا ترجمۂ قرآن خود پڑھے یا دوسروں کو تحفۃً دے جس میں،

—— کلامِ الٰہی میں جگہ جگہ عیب اور نقص کو شامل کیا گیا ہو۔

—— خود ساختہ مفہوم و مطالب کو منشاء و مرادِ الٰہی قرار دیا گیا ہو۔

—— عصمتِ انبیاءؑ کے عقیدے میں ضلالت و گمراہی کی پیوندکاری کی گئی ہو۔

—— مسلمانوں کے دلوں سے عظمتِ صالحین ختم کرنے کے لیے بتوں والی آیات اُن پر چسپاں کی گئی ہوں۔

—— ترجمۂ قرآن کے ضمن میں احادیثِ مبارکہ اور چودہ سو (۱۴۰۰) سالہ معتبر اسلامی تفاسیر کو نظرانداز کر کے ذاتی رائے سے قرآن پاک کا ترجمہ کیا گیا ہو۔

بلکہ ہر صحیح العقیدہ مسلمان کے دل کی یہ تمنا ہے کہ وہ ایسا ترجمۂ قرآن خود پڑھے یا دوسروں کو تحفۃً دے۔ جو:

کنزالایمان شریف

تقدیسِ الٰہی کا امین ہو۔

ناموسِ رسالت کا محافظ ہو۔

عظمتِ صحابہ و اہلبیت کا نگہبان ہو

تقدسِ صالحین کا پاسبان ہو

احادیثِ مبارکہ اور تفاسیرِ معتبرہ کا نچوڑ ہو

فصاحت و بلاغت کا مرقع ہو

بے ادبی و بے حرمتی سے مبرا ہو۔

گستاخی اور گمراہیوں سے منزہ ہو

لہٰذا: ایسا ترجمۂ قرآنِ مجید جو اعتقادی، علمی، ادبی اور لغوی محاسن کا مرقع ہے اور جس میں ہر مقام پر اللہ تعالیٰ کی شان اور انبیاء علیہم السلام کے ادب و احترام اور عزت و ناموس کو بطورِ خاص ملحوظ رکھا گیا ہے وہ امامِ اہلسنت مجددِ دین و ملت اعلیٰحضرت الشاہ احمد رضا خاں صاحب فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ترجمۂ قرآن۔ **کنزالایمان شریف** ہے۔

اسلیئے قرآن مجید خریدتے وقت یا دوسروں کو بتاتے وقت کنزالایمان شریف کا بابرکت نام ضرور یاد رکھیئے۔

ادارہ غوثیہ رضویہ لاہور پاکستان

Marfat.com

سلسلہ مطبوعات مرکزی مجلس رضا (۳۲)

خَیرُ الھُدیٰ ھُدیٰ مُحَمَّدٍ
صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

اَحادیثِ مُبارکہ

ذخیرہ

مولفہ

حکیم محمد عبدالحکیم قاضی ایم۔ اے
رُکن پاکستان سُنّی رائٹرز گلڈ

مرکزی مجلسِ رضا۔ لاہور

Marfat.com

ذخیرہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

جو 2001ء میں میاں صاحب نے

پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطا فرمایا

اور انہیں عملی طور پر اپنانے کی سعادت حاصل کرنے کے متمنی ہیں۔

اللہ کریم توفیق عطا فرماتے۔

کتاب ـــــــ احادیثِ مبارکہ

مولّف ـــــــ حکیم محمد عبدالحکیم قاضی ایم۔ اے

تصحیح ـــــــ محمد عبدالحکیم شرف قادری

طباعت ـــــــ (بار اوّل) ـــــــ چار ہزار۔ ذیقعدہ ۱۴۰۰ھ

ستمبر ۱۹۸۰ء

کتابت ـــــــ محمد عاشق حسین ہاشمی

ناشر ـــــــ مرکزی مجلس رضا ـ لاہور

تعاون ـــــــ دارالتصنیف جامع مسجد عمر روڈ

اسلام پورہ، لاہور

مطبع ـــــــ جنرل پرنٹرز ـ لاہور

ہدیہ ـــــــ دعائے خیر بحق معاونین مرکزی مجلس رضا

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چالیس احادیث مبارکہ

فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا آقا:

علم کی حد کیا ہے؟ جہاں آدمی پہنچے تو فقیہ ہو؟

مَا حَدُّ الْعِلْمِ الَّذِی اِذَا بَلَغَهُ الرَّجُلُ كَانَ فَقِيهًا۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو میری امت پر احکامِ دین کی چالیس حدیثیں حفظ کرے۔ اسے اللہ تعالیٰ فقیہ اٹھائے گا اور قیامت کے دن میں اس کا شفیع اور گواہ ہوں۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَفِظَ عَلٰى اُمَّتِیْ اَرْبَعِيْنَ حَدِيْثًا فِیْ اَمْرِ دِيْنِهَا بَعَثَهُ اللّٰهُ فَقِيْهًا وَكُنْتُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَافِعًا وَّشَهِيْدًا۔ (مشکوٰۃ شریف)

فقیہ وہ ہے جو کہ شریعت کا عالم ہو۔

آیئے چالیس حدیثیں یاد کر کے مشفق اور شفیق آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیش بہا انعام کے حق دار بن جائیں۔

ایمان

عرض کیا گیا:

فرمایئے ایمان کیا ہے؟

اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِيْمَانِ

Marfat.com

فرمایا:

ایمان لانا اللہ تعالیٰ پر اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور آخری دن پر اور اچھی و بری تقدیر پر

أَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ۔

(مشکوٰۃ شریف)

اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے کہ مرنے کے بعد جی اٹھنا ہے۔ اعمال کا حساب دینا ہے۔ نیک اعمال کی جزا، بُرے اعمال کی سزا اسی میزانِ عدل پر کائنات کی سلامتی کا دارومدار ہے۔

اِحسان

عرض کیا گیا:

احسان کیا ہے؟
یعنی اخلاصِ عمل کیا ہے؟

أَخْبِرْنِيْ عَنِ الْإِحْسَانِ

فرمایا:

اللہ کی عبادت ایسے کرو کہ گویا اسے دیکھ رہے ہو، اگر نہ دیکھ سکو تو یہ کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

أَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ۔ (مشکوٰۃ شریف)

تلاوت۔ ذِکر

اپنے کو قرآن کریم کی تلاوت اور اللہ تعالیٰ کے ذکر کا پابند کرلو

عَلَيْكَ بِتِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ

Marfat.com

اس سے اللہ کریم آسمانوں کی فضاؤں میں تیرا نام بلند کرے گا اور زمین کی تاریکیوں میں تجھے نور عطا کرے گا۔

فَاِنَّهٗ ذِكْرٌ لَّكَ فِي السَّمَآءِ وَنُوْرٌ لَّكَ فِي الْاَرْضِ۔ (مشکوٰۃ شریف)

تسبیح

دو کلمے زبان پر ہلکے ہیں، ترازو میں بھاری ہیں اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہیں۔

كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى الرَّحْمٰنِ۔

سُبحان اللہ وبحمدہ سُبحان اللہ العظیم۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ۔ (صحیحین)

تسبیح کا اجر

جس نے سو بار صبح اور سو بار شام اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی، وہ ایسا ہو گیا کہ گویا سو دفعہ حج کیا ہے

مَنْ سَبَّحَ اللّٰهَ مِائَةً بِالْغَدَاةِ وَمِائَةً بِالْعَشِيِّ كَانَ كَمَنْ حَجَّ مِائَةَ حَجَّةٍ۔ (مشکوٰۃ شریف)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان

حُبّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا تا آنکہ میں اسے زیادہ پیارا ہو جاؤں اس کے والدین، اولاد اور دیگر سب لوگوں سے

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى اَكُوْنَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ۔ (صحیحین)

Marfat.com

تعظیم

کسی شئ کی محبت اندھا اور بہرہ کر دیتی ہے

حُبُّكَ الشَّيْئَ يُعْمِيْ وَيُصِمُّ۔

(مسند امام احمد)

سچی محبت کا معیار یہ ہے کہ دل اور دماغ محبوب کی عیب جوئی سے پاک ہو۔ محبوب کا حسن اور جمال و کمال ہی پیش نظر رہے۔

اتباع

تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا تا آنکہ اس کی خواہش کتاب و سنت کے تابع نہ ہو۔

لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ

(مشکوٰۃ شریف)

مومن کی شان

تجھے خوشی نیکی کرنے میں ہو اور رنج برائی کرنے میں، تو تم مومن ہو

اِذَا سَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ وَسَاءَتْكَ سَيِّئَتُكَ فَاَنْتَ مُؤْمِنٌ۔

نیکی اور بدی میں فرق

نیکی اچھا اخلاق ہے

اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ۔

اور بدی وہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور تو نہ چاہے لوگوں کو اس کی خبر ہو۔

وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِيْ صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ۔ (مشکوٰۃ شریف)

Marfat.com

امانت اور وعدہ

جو امین نہیں اس کا ایمان نہیں
جو وعدہ کا پکا نہیں اس کا دین نہیں

لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ
وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ
(مشکوٰۃ شریف)

وصفِ اُمّتِ مسلمہ

یقین اور زُہد

اس امت کی پہلی نیکی یقین اور زہد ہے اور اس کی پہلی خرابی بخل اور لمبی لمبی امیدیں ہیں۔

اَوَّلُ صَلَاحِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ الْيَقِيْنُ وَالزُّهْدُ وَاَوَّلُ فَسَادِهَا الْبُخْلُ وَالْاَمَلُ۔ (مشکوٰۃ شریف)

مومن کا امتیاز

اس نے ایمان کا مزہ چکھ لیا جو راضی ہو گیا اللہ کے رب، اسلام کے دین اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے رسول ہونے سے۔

ذَاقَ طَعْمَ الْاِيْمَانِ۔ مَنْ رَضِيَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا۔
(صحیح مسلم)

جذبۂ شکر

ان کی طرف دیکھو جو تم سے کمتر ہیں، ان کی طرف نہ دیکھو جو

اُنْظُرُوْا اِلٰى مَنْ هُوَ اَسْفَلُ مِنْكُمْ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰى

Marfat.com

برتر ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی جو نعمتیں ملی ہیں، وہ حقیر نہ ٹھہرنے پائیں۔

مَنْ هُوَ فَوْقَكُمْ فَهُوَ اَجْدَرُ اَنْ لَا تَزْدَرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ ۔ (صحیح مسلم)

اسلام، اعمالِ صالح

عرض کیا گیا:

اسلام کیا ہے؟

اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسْلَامِ

فرمایا:

اسلام یہ ہے کہ گواہ رہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں
اور نماز قائم کرو
اور زکوٰۃ دو
اور رمضان کے روزے رکھو
اور بیت اللہ کا حج کرو
اگر پہنچ سکو۔

اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔
وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ
وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ
وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ
وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ
اِلَيْهِ سَبِيْلًا ۔ (مشکوٰۃ شریف)

چار صفات

اگر تجھ میں چار باتیں ہیں، تو موت کے وقت کوئی خوف نہ ہوگا
اُمانت کی نگہبانی اور بات کی سچائی

اَرْبَعٌ اِذَا كُنَّ فِيْكَ فَلَا عَلَيْكَ مَا فَاتَكَ الدُّنْيَا حِفْظُ اَمَانَةٍ وَصِدْقُ حَدِيْثٍ

Marfat.com

اور اخلاق کی خوبی اور کھانے میں احتیاط۔

وَحُسْنُ خَلِيْقَةٍ وَعِفَّةٌ فِيْ طُعْمَةٍ
(مشکوٰۃ شریف)

غنی۔ ایمان۔ اسلام

جو اللہ تعالیٰ نے دیا اس پر راضی رہ تو سب سے زیادہ غنی ہے۔

اِرْضَ بِمَا قَسَمَ اللّٰهُ لَكَ تَكُنْ اَغْنَى النَّاسِ۔

پڑوسی سے اچھا سلوک کر تو ایمان دار ہے۔

وَاَحْسِنْ اِلٰى جَارِكَ تَكُنْ مُؤْمِنًا۔

دوسرے کے لیے وہی پسند کر جو اپنے لیے پسند کرتا ہے تو مسلمان ہے

وَاَحِبَّ لِلنَّاسِ مَا تُحِبُّ لِنَفْسِكَ تَكُنْ مُسْلِمًا۔

زیادہ نہ ہنس کہ زیادہ ہنسنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے۔

وَلَا تُكْثِرِ الضِّحْكَ فَاِنَّ كَثْرَةَ الضِّحْكِ تُمِيْتُ الْقَلْبَ۔
(مشکوٰۃ شریف)

حیاء

ہر دین کا خاص خلق ہے اسلام کا خلق حیاء ہے

اِنَّ لِكُلِّ دِيْنٍ خُلُقًا وَخُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَيَاءُ (سنن ابن ماجہ)

حسد

خود کو حسد سے بچاؤ بیشک حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے جیسے لکڑی کو آگ کھا جاتی ہے

اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ۔ (ابوداؤد)

Marfat.com

بدعتِ حسنہ

جو اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے، اسے اپنے عمل اور ان کے عملوں کا ثواب ہے جو اس پر کاربند ہوں، ان کا ثواب کم ہوئے بغیر۔	مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یُّنْقَصَ مِنْ اُجُوْرِھِمْ شَیْئٌ۔
اور جو اسلام میں بُرا طریقہ ایجاد کرے اس پر بُرے عمل کا گناہ ہے اور ان کے بُرے عملوں کا بھی جو اس کے بعد ان پر کاربند ہوں، ان کے گناہ کم ہوئے بغیر۔	وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً سَیِّئَۃً کَانَ عَلَیْہِ وِزْرُھَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِھَا مِنْ بَعْدِہٖ مِنْ غَیْرِ اَنْ یُّنْقَصَ مِنْ اَوْزَارِھِمْ شَیْئٌ۔ (صحیح مسلم)

اخلاقِ حسنہ

میں بھیجا ہی اس لیے گیا ہوں کہ حُسنِ خُلق کی تکمیل کردوں	بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ حُسْنَ الْاَخْلَاقِ۔ (موطا امام مالک)

حُسنِ اخلاق یہ ہے کہ انسان خوش رُو ہو۔

سخی ہو،

کسی کو تکلیف نہ دے۔

خلق کا اجر

قیامت کے دن مومن کے ترازو میں سب سے وزنی شے اس کا اچھا برتاؤ ہوگا اور اللہ تعالیٰ فحش بکنے والے بے حیا کو غضب کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔

إِنَّ أَثْقَلَ شَيْئٍ يُوضَعُ فِي مِيزَانِ الْمُؤْمِنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ خُلُقٌ حَسَنٌ وَ إِنَّ اللهَ يُبْغِضُ الْفَاحِشَ الْبَذِيَّ۔

(مشکواۃ شریف)

ساری خلقت کے ساتھ نیک برتاؤ

خلقت اللہ تعالیٰ کا عیال ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں خلقت میں سب سے پیارا وہ ہے جو اس کے عیال کے لیے بہت اچھا ہے۔

اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ إِلَى اللهِ مَنْ أَحْسَنَ إِلَىٰ أَهْلِهِ۔ (شعب الایمان)

اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ:

تمام انسان حضرت آدم کی اولاد ہیں والدین کے لحاظ سے بھائی بھائی ہیں

وَالنَّاسُ بَنُو آدَمَ فَهُوَ إِخْوَةٌ لِأَبٍ وَأُمٍّ

رحم

جو لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا

لَا يَرْحَمُ اللهُ مَنْ لَّا يَرْحَمُ النَّاسَ۔ (صحیح بخاری)

صلہ رحمی

جو چاہے کہ اس کے رزق

مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُبْسَطَ لَهُ

Marfat.com

میں فراخی ہو اور اس کی عمر دراز ہو وہ صلہ رحمی کرے۔ رشتہ داروں کے ساتھ اچھا برتاؤ روا رکھے۔

فِیْ رِزْقِہٖ وَیُنْسَأَ لَہٗ فِیْ اَثَرِہٖ فَلْیَصِلْ رَحِمَہٗ (صحیحین)

حقوق اور فرائض

حقوق، جمع ہے حق کی، حق وہ ہے جس کی حفاظت ضروری ہو
فرائض، جمع ہے فرض کی، فرض وہ ہے جس کا بجا لانا ضروری ہو
قرآن پاک میں ہے:

نہ ظلم کرو، نہ ظلم کیے جاؤ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ

(۲ - ۲۷۹)

انسانی سیرت کی تعمیر کا دارومدار اسی اصول پر ہے:
اپنے حق کی حفاظت کرو
اپنا فرض بجا لاؤ
یہی میزانِ عدل ہے، یہی میزان ہے
ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اللہ تعالیٰ نے میزان قائم کر رکھا ہے وَوَضَعَ الْمِیْزَانَ ۙ
اس میں کمی بیشی نہ کرو اَلَّا تَطْغَوْا فِی الْمِیْزَانِ

(۵۵ - ۸)

اسی نظامِ عدل پر کائنات کی بقا کا انحصار ہے
اسی پر امن و امان اور خوش حالی کا دارومدار ہے
اسلام اسی اصول کی پابندی کا داعی ہے

Marfat.com

اپنے نفس کا حق

ارشادِ نبوی ہے :

بے شک تم پر تمہارے نفس کا بھی حق ہے

وَاِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا۔

(صحیح بخاری)

اللہ تعالیٰ جب اپنے بندے کو نعمت دیتا ہے تو بالتحقیق چاہتا ہے کہ اس کی نعمت کا نشان بندے پر ظاہر ہو۔

مَنْ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ نِعْمَةً فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُّرٰى اَثَرُ نِعْمَتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ۔

(مسند امام احمد)

پڑوسی کا حق

کوئی اور ہو یا نہ ہو انسان کا کوئی پڑوسی تو آخر تھا ہی :

وہ مومن نہیں جو خود تو پیٹ بھر کر کھالے اور اس کا پڑوسی پہلو میں بھوکا رہے۔

لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِيْ يَشْبَعُ وَجَارُهٗ جَائِعٌ اِلٰى جَنْبِهٖ۔ (مشکوٰۃ شریف)

ہمسایہ کے بچوں کا حق

اگر پھل خریدو تو پڑوسی کے ہاں ہدیہ بھیجو۔ نہ بھیج سکو تو چھپا کر لاؤ اور کوئی بچہ پھل لے کر باہر نہ نکلے، مبادا پڑوسی کے بچے کا دل للچائے

وَاِنِ اشْتَرَيْتَ فَاكِهَةً فَاهْدِ لَهٗ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَاَدْخِلْهَا سِرًّا وَلَا يَخْرُجْ بِهَا وَلَدُكَ لِيَغِيْظَ بِهَا وَلَدَهٗ۔ (کنزالعمال)

Marfat.com

وَالدین کا حق

عرض کیا گیا آقا!

والدین کا اولاد پر کیا حق ہے — مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِھِمَا

فرمایا: — قَالَ

وہی تمہاری جنت ہیں وہی تمہارا جہنّم — ھُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ

والدین کی تابعداری کروگے، تو جنت پاؤ گے
نافرمانی کروگے، تو جہنم میں جاؤ گے

اَولاد کا حق

اَولاد کی قدر کرو، — اَکْرِمُوْا اَوْلَادَکُمْ

انہیں حُسنِ اَدب سے سجاؤ — وَاَحْسِنُوْا اَدَابَھُمْ

(سُنن ابن ماجہ)

اَچھّا نام

بچے کے باپ پر حق ہے کہ — حَقُّ الْوَلَدِ عَلَی الْوَالِدِ

اچھا نام رکھے — اَنْ یُّحْسِنَ اِسْمَہٗ

اور حُسنِ اَدب سکھائے — وَیُحْسِنَ اَدَبَہٗ

بُرے نام کو بدل کر اچھا نام رکھنا چاہیئے۔ (شعب الایمان)

بیٹیوں اور بہنوں کا حق

جس نے تین بیٹیوں یا تین — مَنْ عَالَ ثَلٰثَ بَنَاتٍ اَوْثَلٰثَ

Marfat.com

بہنوں یا دو ہی بہنوں یا بیٹیوں کا بار اٹھایا، ان کی تربیت کی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور پھر ان کا نکاح کر دیا اس کیلئے جنت کا فیصلہ ہے	اَخَوَاتٍ اَوْ اُخْتَيْنِ اَوْ بِنْتَيْنِ فَاَدَّبَهُنَّ وَ اَحْسَنَ اِلَيْهِنَّ وَزَوَّجَهُنَّ فَلَهُ الْجَنَّةُ۔ (سُنن اَبُوداؤد)

خاوند کا حق

جس عورت کو اس حال میں موت آئے کہ اس کا خاوند اس سے راضی وہ جنت میں داخل ہو گی۔	اَيُّمَا امْرَاَةٍ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ۔ (ترمذی۔ بروایت حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا)

بیوی کا حق

تم میں سے بہترین وہ ہے جو اپنی بیویوں کے لیے بہت اچھا ہے	خِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِكُمْ۔ (جامع ترمذی)

مسلمان کا مسلمان پر حق

قسم اس کی جس کے قبضہ میں جان ہے کوئی بندہ مومن نہیں ہو سکتا تا آنکہ وہ اپنے مسلمان بھائی کے لیے وہی نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہو۔	وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ لَا يُؤْمِنُ عَبْدٌ حَتّٰى يُحِبَّ لِاَخِيْهِ مَا يُحِبُّ لِنَفْسِهٖ۔ (صحیحین)

حفظِ مراتب

Marfat.com

[stamp]

لوگوں کے ساتھ مرتبہ مطابق سلوک کرو۔

اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ۔
(مشکوٰۃ شریف)

وہ ہم میں سے نہیں جو چھوٹے پر رحم نہ کرے اور بڑے کی تعظیم نہ کرے اور نیکی کا حکم نہ دے اور بدی سے نہ روکے۔

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا وَلَمْ يَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَمْ يَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ
(مشکوٰۃ شریف)

بڑے بھائی کا حق

بڑے بھائی کا حق اپنے چھوٹے بھائیوں پر ایسا ہے جیسا باپ کا بیٹوں پر۔

حَقُّ كَبِيْرِ الْاِخْوَةِ عَلٰى صَغِيْرِهِمْ حَقُّ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهٖ۔
(شعب الایمان)

اُستاد کا حق

جن سے علم حاصل کرو ان سے انکسارانہ برتاؤ رکھو

تَوَاضَعُوْا لِمَنْ تَتَعَلَّمُوْنَ مِنْهُ۔
(طبرانی)

بُوڑھوں کا احترام

جو جوان بوڑھے کا ادب کرے بڑھاپے کی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے بندے پیدا کردے گا۔ اس کے بوڑھے ہونے تک جو اس کا ادب کریں گے۔

مَا اَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخًا مِنْ اَجْلِ سِنِّهٖ اِلَّا قَيَّضَ اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَ سِنِّهٖ مَنْ يُكْرِمُهٗ۔

Marfat.com

قائد کی طاعت

مسلمانوں کے قائد کی بات سننا اور
ماننا ضروری ہے خوشگوار ہو یا ناگوار
بشرطیکہ وہ بات گناہ کی نہ ہو
اگر وہ گناہ کا حکم دے تو
بات نہ سننی چاہیے نہ ماننی۔

اَلسَّمْعُ وَالطَّاعَةُ عَلَى الْمَرْءِ
الْمُسْلِمِ فِيمَا اَحَبَّ وَكَرِهَ
مَا لَمْ يُؤْمَرْ بِمَعْصِيَةٍ
فَاِذَا اُمِرَ بِمَعْصِيَةٍ
فَلَا سَمْعَ وَلَا طَاعَةَ

(صحیح بخاری)

آداب۔ پسندیدہ طور طریقے

اپنے بھائی سے نہ جھگڑو نہ مذاق کرو
نہ وعدہ خلافی کرو

لَا تُمَارِ اَخَاكَ وَلَا تُمَازِحْهُ
وَلَا تَعِدْهُ مَوْعِدًا فَتُخْلِفَهُ

(جامع ترمذی)

بسیار خوری سے بچیے

ڈکار کم لو، قیامت کے دن وہ زیادہ
دیر تک بھوکا رہے گا جس کا دنیا
میں زیادہ دیر تک پیٹ بھرا رہے گا

اَقْصِرْ جُشَائَكَ فَاِنَّ اَطْوَلَ النَّاسِ
جُوْعًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَطْوَلُهُمْ
شِبْعًا فِي الدُّنْيَا۔

(مشکوٰۃ شریف)

ایک اور حدیث میں ہے کہ پیٹ بھرنا ہی ہے تو ایک تہائی کھانے سے بھر لیجیے۔ ایک تہائی پانی سے اور ایک تہائی سانس کے لیے چھوڑ دیجیے۔

Marfat.com

اُوندھا نہ لیٹیے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو پیٹ کے بل لیٹا ہوا دیکھا تو فرمایا کہ لیٹنے کا یہ طریقہ اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔

رَأَى رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مُضْطَجِعًا عَلٰی بَطْنِہٖ فَقَالَ اِنَّ ھٰذِہٖ ضِجْعَةٌ لَا یُحِبُّھَا اللّٰہُ۔

(جامع ترمذی)

نمود و نمائش

جو دنیا میں شہرت اور نمائش کا لباس پہنے گا اور اسے قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنائے گا

مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُھْرَةٍ فِی الدُّنْیَا اَلْبَسَہُ اللّٰہُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ۔ (سنن ابن ماجہ)

اللہ کریم کی دو خصلتیں پسند ہیں:

بُردباری اور وقار — اَلْحِلْمُ وَالْاَنَاةُ۔ (صحیح مسلم)

بیشک سادگی ایمان ہے — اِنَّ الْبَذَاذَةَ مِنَ الْاِیْمَانِ۔

(سنن ابوداؤد)

جوتا اتار کھانا کھاؤ

کھانا سامنے رکھ دیا جائے تو جوتے اتار دیا کرو تاکہ پاؤں کو راحت دے

اِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ فَاخْلَعُوْا نِعَالَکُمْ فَاِنَّہٗ اَرْوَحُ لِاَقْدَامِکُمْ

(سنن۔ دارمی)

سماجی بُرائیاں

بَدنگاہی

Marfat.com

اللہ کی لعنت ہے جو بُری نگاہ سے دیکھے اور جو چاہے کہ اس کی طرف بُری نگاہ سے دیکھا جائے۔

لَعَنَ اللّٰہُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَیْہِ۔ (شعب الایمان)

فقیروں سے بے مروّتی

بدترین کھانا ولیمہ کا وہ کھانا ہے جس میں امیر بلائے جائیں، فقیر نظر انداز کیے جائیں۔

شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِیْمَۃِ یُدْعٰی لَھَا الْاَغْنِیَآءُ وَیُتْرَکُ الْفُقَرَآءُ۔ (صحیح بخاری)

سُودخواری

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی سود لینے والے پر، سود دینے والے پر، گواہ پر اور فرمایا سب برابر ہیں، (گناہ میں)

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اٰکِلَ الرِّبٰوا وَمُوْکِلَہٗ وَکَاتِبَہٗ وَالشَّاھِدَیْہِ وَقَالَ ھُمْ سَوَاءٌ۔ (صحیحین)

رشوت

اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو رشوت دینے والے پر اور رشوت لینے والے پر۔

لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الرَّاشِیْ وَالْمُرْتَشِیْ۔ (صحیحین)

ملّی تقاضے

بے پَر کی نہ اڑاؤ

Marfat.com

بے شک آدمی شیطان کے بھیس میں کام کرتا ہے اور لوگوں میں آکر بے پر کی اڑاتا ہے۔ پھر لوگ بکھر جاتے ہیں، تو ایک کہتا ہے میں نے یہ بات ایک آدمی سے سنی ہے اس کا چہرہ پہچانتا ہوں نام نہیں جانتا۔

اِنَّ الشَّیْطَانَ لِیَتَعَمَّلُ فِیْ صُوْرَةِ الرَّجُلِ فَیَاْتِیْ الْقَوْمَ فَیُحَدِّثُهُمْ بِالْحَدِیْثِ مِنَ الْكَذِبِ۔ فَیَتَفَرَّقُوْنَ فَیَقُوْلُ الرَّجُلُ مِنْهُمْ سَمِعْتُ رَجُلًا اَعْرِفُ وَجْهَهٗ وَلَا اَدْرِیْ مَا اسْمُهٗ یُحَدِّثُ۔ (صحیح مسلم)

جماعت کے ساتھ رہو

بڑے گروہ کی پیروی کرو جو الگ ہی رہا وہ الگ ہی جہنم میں جائے گا۔

اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ فَاِنَّهٗ مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّارِ۔ (سنن ابن ماجہ)

ع وابستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

مومن کے خصائل

تین خصلتیں مومنانہ اخلاق ہیں غصہ ہو تو غصہ میں ناجائز کام نہ کرے، خوشی ہو تو خوشی میں حق سے نہ بڑھے۔ قدرت ہو تو طاقت کے نشے میں غیر کی چیز نہ ہتھیائے۔

ثَلَاثٌ مِنْ اَخْلَاقِ الْاِیْمَانِ مَنْ اِذَا غَضِبَ لَمْ یُدْخِلْهُ غَضَبُهٗ فِیْ بَاطِلٍ وَمَنْ اِذَا رَضِیَ لَمْ یُخْرِجْهُ رِضَاهُ مِنْ حَقٍّ وَمَنْ اِذَا قَدَرَ لَمْ یَتَعَاطَ مَا لَیْسَ لَهٗ۔ (مشکوٰۃ شریف)

Marfat.com

دِل جوئی

سچا مسلمان وہ ہے جس کی زبان
اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں
اور سچا مومن وہ ہے جس سے لوگ
اپنے خون اور مال میں اطمینان
سے رہیں۔
ع دل بدست آور کہ حج اکبر است

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ
مِنْ لِّسَانِہٖ وَیَدِہٖ (جامع ترمذی)
وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اٰمَنَہُ النَّاسُ
عَلٰی دِمَائِھِمْ وَاَمْوَالِھِمْ۔
(رواہ الترمذی بروایت حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

اچھا آدمی

عرض کیا گیا آقا،
انسانوں میں اچھا کون ہے؟
فرمایا:
جس کا دل مخموم ہو
زبان صدوق ہو
عرض کیا گیا آقا صدوق تو ہم سمجھتے ہیں
مخموم القلب کون ہے؟
فرمایا:
صاف ستھرا پرہیزگار
بے گناہ، بے ظلم
بے کینہ، بے حسد

اَیُّ النَّاسِ اَفْضَلُ
قَالَ
کُلُّ مَخْمُوْمِ الْقَلْبِ
صَدُوْقُ اللِّسَانِ
قَالُوْا صَدُوْقُ اللِّسَانِ نَعْرِفُہٗ
فَمَا مَخْمُوْمُ الْقَلْبِ
قَالَ
ھُوَ النَّقِیُّ التَّقِیُّ
لَا اِثْمَ عَلَیْہِ وَلَا بَغْیَ
وَلَا غِلَّ وَلَا حَسَدَ۔ (مشکوٰۃ شریف)

Marfat.com

معاملات

جو امین نہیں اس کا ایمان نہیں
جو وعدہ کا پکا نہیں، اس کا
دین نہیں۔

لَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ
وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ
(مشکوٰۃ شریف)

مزدور کی اُجرت اس کا پسینہ
خشک ہونے سے پہلے ادا کرو

اَعْطُوا الْاَجِیْرَ اَجْرَهٗ قَبْلَ
اَنْ یَّجِفَّ عَرَقُهٗ (سنن ابن ماجہ)

سچا اور امین تاجر نبیوں صدیقوں
اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ
مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ
وَالشُّهَدَاءِ (جامع ترمذی)

رہبرِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اے تاجرو!
تجارت میں دو لغزشیں ہیں، لغو
بات اور جھوٹی قسم
تجارت میں صدقہ بڑھاؤ

یَا مَعْشَرَ التُّجَّارِ
اِنَّ الْبَیْعَ یَحْضُرُهُ اللَّغْوُ
وَالْحَلْفُ
فَشُوْبُوْهُ بِالصَّدَقَةِ۔
(سنن ابو داؤد)

اخراجات میں کفایت شعاری نصف
زندگی ہے، لوگوں سے محبت آدھی
عقل ہے اور ہر بات کو اچھی طرح
معلوم کرنا آدھا علم ہے۔

اَلْاِقْتِصَادُ فِی النَّفَقَةِ نِصْفُ
الْمَعِیْشَةِ وَالتَّوَدُّدُ اِلَی النَّاسِ
نِصْفُ الْعَقْلِ وَحُسْنُ السُّؤَالِ
نِصْفُ الْعِلْمِ۔
(مشکوٰۃ شریف)

Marfat.com

دوا اور دُعا

اللہ تعالیٰ نے کوئی بیماری نازل نہیں فرمائی مگر اس کا علاج نازل فرمایا ہے

مَا اَنْزَلَ اللّٰہُ دَاءً اِلَّا اَنْزَلَ لَہٗ شِفَاءً

(صحیح بخاری)

دُعا اور نیکی

دُعا کے سوا کوئی شے تقدیر کو بدل نہیں سکتی نہ نیکی کے سوا کوئی شے عمر کو بڑھا سکتی ہے۔

لَا یَرُدُّ الْقَضَاءَ اِلَّا الدُّعَاءُ وَلَا یَزِیْدُ فِی الْعُمُرِ اِلَّا الْبِرُّ

(جامع ترمذی)

تبلیغ کا اجر

اللہ تعالیٰ اسے ہرا بھرا رکھے جو ہم سے جو کچھ سُنے ویسا ہی پہنچا دے۔

نَضَّرَ اللّٰہُ اِمْرَءًا سَمِعَ مِنَّا شَیْئًا فَبَلَّغَہٗ کَمَا سَمِعَہٗ

(مشکوٰۃ شریف)

مقبول دُعا

آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو یہ دُعا سکھائی:

اے اللہ! بیشک تو معاف کرنیوالا ہے، معاف کرنا پسند کرتا ہے مجھے بھی معاف فرما۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ۔ (جامع ترمذی)

Marfat.com

سونے کے اوقات

بخاری شریف کی حدیث ہے :

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناپسند فرماتے کہ عشاء سے پہلے سونا اور عشاء کے بعد ادھر اُدھر کی باتیں کرنا۔

كَانَ يَكْرَهُ النَّوْمَ قَبْلَ الْعِشَاءِ وَالْحَدِيْثَ بَعْدَهَا

آقائے دو جہان صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے کھانے کے بعد قیلولہ (آرام) فرماتے۔
نیز فرمایا صبح کو سونا رزق کو گھٹاتا ہے۔ عصر کے بعد سونا عقل کو کُند کرتا ہے۔

صحّت اور فراغ

نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا :

دو نعمتیں ہیں جن کے متعلق اکثر لوگ دھوکہ میں ہیں صحت اور فراغت۔

نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ اَلصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ۔ صحیح بخاری

صحت اور فراغت عظیم نعمتیں ہیں، ان کی قدر کرو۔
بے اعتدالیاں کروگے تو کہیں کے نہ رہوگے۔

جمیل احمد

حُسنِ تدبیر

اسلام دینِ فطرت ہے، کسی لایعنی عمل کی اجازت نہیں دیتا۔
حضرت ابوذر راوی ہیں فخرِ دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا :

عقل یہ ہے کہ انجام سوچ لے
تقویٰ یہ ہے کہ رُک جائے
خوبی یہ ہے کہ خُلق اچھا ہو

لَا عَقْلَ كَالتَّدْبِيْرِ
وَلَا وَرَعَ كَالْكَفِّ
وَلَا حَسَبَ كَحُسْنِ الْخُلُقِ۔ مشکوٰۃ شریف

تمت بالخیر

۴

حدیثِ نبوی

اور

ہماری زندگی

پروفیسر محمد منیر قصوری

شعبۂ نشر و اشاعت

ایوانِ حمد و نعت

۵۔اے، شارع جلال الدین رومی (فیروز پور روڈ) لاہور

فون، ۴۱۱۱۸

Marfat.com

ذخیرہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

جو 2001ء میں میاں صاحب نے
پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطا فرمایا

ناشر : شعبۂ نشر و اشاعت
ایوانِ حمد و نعت
۵ اے، شارع جلال الدّین رُومی (فیروزپور روڈ) لاہو

تعداد : چھے ہزار
مطبع : جمال محمود پریس، دربار مارکیٹ لاہور
ماہ مارچ ۱۹۸۹ء

عقا

نوٹ : ایوانِ حمد و نعت، ہر ماہ حدیث کی تشریح چھپوا کر
مُفت تقسیم کرتا ہے

Marfat.com

ذخیرہ
محمد جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی ۔ لاہور پاکستان

مَنْ اَرْضٰى وَالِدَيْهِ فَقَدْ اَرْضَى اللّٰهَ
وَمَنْ اَسْخَطَ وَالِدَيْهِ فَقَدْ اَسْخَطَ اللّٰهَ

جس شخص نے اپنے والدین کو خوش کیا اُس نے یقیناً اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو خوش کیا
اور جس نے اپنے والدین کو ناراض کیا اس شخص نے بے شک اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کو ناراض کیا

اگر آدمی جنابِ سرکارِ ہر عالم صلّی وسلّم علیہ وآلہٖ واصحابہ کی اس حدیث پاک کے معنی ومفہوم پر ایک نظر ڈالے تو مقامِ والدین بڑی آسانی سے اس کی سمجھ میں آسکتا ہے کہ یہ حدیثِ نبوی والدین کے مقام کا بڑے واضح طور پر تعین کرتی ہے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے بھی قرآنِ کریم میں لَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا (اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرو) فرما کر اپنے بندوں کو شرک سے اجتناب کے حکم کے ساتھ ہی والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کی تلقین کی ہے ۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آیۂ کریمہ بھی والدین کی اہمیتِ مقام کو اُجاگر کرتی ہے ۔ اللہ اللہ! جس بات میں قرآن و حدیث ایک دوسرے کی تائید کر رہے ہوں اس بات کی شان کیا ہوگی ۔

جنابِ سرکارِ ہر عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اللہ کے حکم کے مطابق والدین کا حکم ماننے والے کو جنّت کی بشارت دی ہے ۔ آپ کا ارشادِ گرامی ہے:

" مَنْ اَصْبَحَ مُطِيْعًا لِلّٰهِ فِیْ وَالِدَيْهِ اَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ الْجَنَّةِ "

Marfat.com

(جس شخص نے اپنے والدین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی
تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جنت کے دو دروازے کھول دیے)

اب جس شخص کو جنت درکار ہے اُسے والدین کی اطاعت کرنا چاہیے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اور والدین کی اطاعت کرنے والا شخص کل کو اعلیٰ علیّین میں ہو گا چنانچہ حدیث نبوی ہے۔ "اَلْعَبْدُ الْمُطِیْعُ لِوَالِدَیْهِ وَلِرَبِّهٖ فِیْ اَعْلٰی عِلِّیِّیْنَ
اپنے والدین اور اپنے رب کا اطاعت گزار اعلیٰ علیین میں ہو گا۔"

یہ مقام بہت بڑا مقام ہے لیکن اس مقام کو ایک معمولی اور عام آدمی بھی حاصل کر سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ وہ اپنے والدین اور اپنے پروردگار کا اطاعت گزار ہو۔ جہاں تک جنت ہاتھ آنے کا تعلق ہے تو یہ بھی کوئی بعید نہیں۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے حبیب مکرّم صلی اللہ علیہ وسلّم نے والدین کے ساتھ بھلائی کی جزا جہاد کے ثواب کے برابر قرار دی ہے۔ "بِرُّ الْوَالِدَیْنِ یُجْزِئُ مِنَ الْجِهَادِ۔ والدین کے ساتھ بھلائی کرنے پر جہاد کا اجر دیا جائے گا۔"

اور جہاد محض اللہ تعالیٰ کے راستے میں تلوار سے لڑنے کو نہیں کہتے۔ جناب سرکار رہبر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے نزدیک جہاد کا اصل مفہوم تو کسی شخص کا اپنے والدین کی خدمت کرتے ہوئے اُن پر اُٹھنے والے اخراجات کو برداشت کرنا ہے اور یہ وہ جہاد ہے جس کا لازمی صلہ جنت ہے۔ جناب سرکار رہبر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم فرماتے ہیں۔ "لَیْسَ الْجِهَادُ اَنْ یَضْرِبَ الرَّجُلُ بِسَیْفِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اِنَّمَا الْجِهَادُ مَنْ عَالَ وَالِدَیْهِ فَهُوَ فِیْ جِهَادٍ۔
جہاد صرف یہ نہیں ہے کہ آدمی اللہ کے راستے میں تلوار سے لڑے یقیناً جو اپنے والدین کی کفالت کرتا ہے، وہ جہاد کرتا ہے۔"

آپؐ نے آدمی کے ماں باپ کو اس کی دوزخ اور جنت سے تعبیر کیا ہے

Marfat.com

آپؐ نے اپنے کسی صحابیؓ کو اس کے والدین کی اہمیت کے بارے میں فرمایا:
"هُمَا جَنَّتُكَ وَ نَارُكَ - وہ دونوں تیری جنت اور دوزخ ہیں"۔
اس حدیثِ نبوی کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی ماں باپ سے حسنِ سلوک کی بدولت جنت کا حقدار بھی ہو سکتا ہے اور اُن سے بدسلوکی کی وجہ سے دوزخ کا سزاوار بھی۔ اب یہ آدمی پر ہے کہ وہ دونوں میں سے کس کو ترجیح دیتا ہے۔ آدمی کے لئے اس سے بڑی سعادت مندی اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ اُس کے والدین زندہ ہوں اور وہ ان کی خدمت کر کے جنت کو اپنا مقدر بنا لے۔ وہ شخص جس کے والدین زندہ تھے اور اُس نے اُن کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کی وہ نہ صرف بدبخت رہا بلکہ اپنے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثناء کی مذمت کا بھی سزاوار ہو گیا۔ گویا اس نے اپنے ماں باپ کی خدمت نہ کر کے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دُکھ دیا اور ناراض کر لیا۔ اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ جس سے اللہ تعالیٰ کے رسولؐ ناراض ہو گئے اُس سے اللہ تعالیٰ بھی ناراض ہو گیا۔ ویسے بھی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی آدمی کے والدین کی خوشی میں ہے۔ آقا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ "رَغِمَ اَنْفُهٗ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُهٗ ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُهٗ مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ اَحَدَهُمَا اَوْ كِلَيْهِمَا ثُمَّ لَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ - اس کی ناک خاک آلود ہوا پھر اس کی ناک خاک آلود ہوا پھر اس کی ناک خاک آلود ہوا جس نے اپنے والدین میں سے کسی ایک کو یا دونوں کو بڑھاپے کی حالت میں پایا پھر جنت میں داخل نہ ہوا"۔

آپ ذرا اندازہ کیجئے کہ جناب نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس شخص کی ذلت و رسوائی کے کس قدر خواہشمند ہیں جو شخص اپنے بوڑھے ماں باپ کو اپنے

Marfat.com

درمیان پاکر بھی ان کی کوئی خدمت نہیں بجا لاتا اور آپ ذرا اس شخص کی ذلت اور رسوائی بھی تصور کیجئے کہ جس نے ماں باپ کی خدمت کرنے کی بجائے انہیں دُکھ دیئے۔

جنابِ سرکار رہبر عالم نصلّی ونسلّم علیہ وآلہ واصحابہ نے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے والے کو اضافۂ عمر کی بشارت دی ہے۔ آپؐ کا ارشادِ گرامی ہے "بِرُّ الْوَالِدَیْنِ یَزِیْدُ الْعُمُرَ" "والدین کے ساتھ بھلائی عمر کو زیادہ کر دیتی ہے"۔ اس حدیثِ پاک کی رُو سے ہمارا عقیدہ اور ایمان ہونا چاہیئے کہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک ہماری عمر بڑھا دیتا ہے۔ ہم میں سے جس شخص کو طوالتِ عمر کی خواہش ہو اُسے اپنے والدین سے حُسنِ سلوک سے پیش آنا چاہیئے اور اگر کوئی شخص طوالتِ عمر کا خواہشمند نہ بھی ہو تب بھی اس کی عمر میں اضافہ ضرور ہو گا کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشارت ہے۔ کسی عام آدمی کی محض دُعا نہیں ہے جس کو اللہ تعالیٰ چاہے تو قبول کر لے اور چاہے تو ردّ کر دے۔

پیغمبرِ اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے نزدیک جو مقام والدین کو حاصل ہے وہ اولاد کو حاصل نہیں۔ والدین اپنی اولاد پر فوقیت وفضیلت رکھتے ہیں اس سلسلے میں آپؐ کی درج ذیل حدیث ملاحظہ فرمائیں۔

"یَاکُلُ الْوَالِدَانِ مِنْ مَالِ وَلَدِھِمَا بِالْمَعْرُوْفِ وَلَیْسَ لِلْوَلَدِ اَنْ یَّاْکُلَ مِنْ مَالِ وَالِدَیْہِ اِلَّا بِاِذْنِھِمَا" "والدین اپنی اولاد کے مال میں سے ایک جائز ومناسب حصّہ اُن کی اجازت کے بغیر کھا سکتے ہیں۔ جب کہ اولاد اُن دونوں کی اجازت کے بغیر اُن کے مال میں سے کچھ بھی نہیں کھا سکتی۔ اس حدیثِ پاک کا مفہوم یہ ہے کہ دونوں کا ایک دوسرے کے مال پر حق ہے لیکن برابر کا حق نہیں۔ وہ اس طرح کہ ماں باپ اپنی اولاد کے مال میں سے کچھ نہ کچھ مقدار اپنی

Marfat.com

ضرورت پوری کرنے کے لئے لے سکتے ہیں لیکن اولاد یہ حق رکھتے ہوئے بھی اُن کی اجازت کے بغیر اُن کے روپے پیسے کو استعمال نہیں کر سکتی خواہ اُن کا روپیہ پیسہ اُن کی اولاد کے پاس کیوں نہ ہو۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگر وہ ان کی اجازت کے بغیر ایسا کرتے ہیں تو وہ شریعتِ اسلامیہ کی نظر میں خائن اور شریعتِ اسلامیہ کی نظر میں خائن اور گنہگار ہیں جبکہ والدین ایسا کرنے سے خائن اور گنہگار قرار نہیں پاتے۔ معلوم ہوا کہ اگر اولاد نے والدین کے مال میں سے چند سکے بھی لینا ہوں تو انہیں والدین سے اجازت لینا ہوگی جس کے بغیر اُن کے لئے کوئی چارہ کار نہیں۔

جنابِ سرکارِ ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین چیزوں کے دیکھنے کو عبادت سے تعبیر کیا ہے۔ ایک والدین کے چہرے کی زیارت کرنا۔ دوسرے قرآنِ پاک کی زیارت کرنا اور تیسرے سمندر کو دیکھنا۔ آپؐ کا ارشادِ گرامی ہے "اَلنَّظَرُ فِیْ ثَلَاثَةِ اَشْیَاءَ عِبَادَةٌ: اَلنَّظَرُ فِیْ وَجْهِ الْاَبَوَیْنِ، وَفِی الْمُصْحَفِ، وَفِی الْبَحْرِ۔ تین چیزیں دیکھنا عبادت ہے۔ ماں باپ کا چہرہ دیکھنا، قرآن پاک دیکھنا اور سمندر دیکھنا"۔

جنابِ سرکارِ ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک ماں باپ کو غمگین کرنا اُن کی نافرمانی ہے۔ آپ فرماتے ہیں: "مَنْ اَحْزَنَ وَالِدَیْهِ فَقَدْ عَقَّهُمَا۔ جس نے والدین کو غمگین کیا اس نے ان کی نافرمانی کی"۔ اور والدین کی نافرمانی کی سزا جہنم ہے۔ حدیث نبوی میں ہے کہ ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے والے پر جنّت کا درمیانی دروازہ کھلا رکھا جاتا ہے اور جو اُن کی نافرمانی کرتا ہے اس پر وہ دروازہ بند رہتا ہے۔

جنابِ سرکارِ ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے کہ جو شخص ماں باپ کے حق میں دُعا نہیں کرتا اس سے اس کا رزق منقطع ہو جاتا ہے۔ آدمی کو

Marfat.com

چاہیئے کہ وہ اپنے والدین کو زیادہ سے زیادہ دُعائیں دے تاکہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اس کے رزق میں فراوانی فرمائے" اِذَا تَرَكَ الْعَبْدُ الدُّعَاءَ لِلْوَالِدَيْنِ فَإِنَّهٗ يَنْقَطِعُ عَنْهُ الرِّزْقُ ۔ جب بندہ والدین کے لیے دُعا کرنا چھوڑ دیتا ہے تو اس کا رزق منقطع ہو جاتا ہے ۔ اس حدیثِ نبوی میں دو نکتے پوشیدہ ہیں ۔ ایک یہ کہ رزق منقطع ہونے کی وجہ سے آدمی تنگی وعسرت کی زندگی بسر کرنے لگتا ہے ۔ دوسرے یہ کہ یہاں رزق منقطع ہونا موت کی علامت ہے چونکہ رزق وسیلۂ حیات ہے اور جب وسیلۂ حیات ہی منقطع ہو جائے تو پھر حیات کہاں باقی رہے گی ۔

جمعہ کے دن والدین کی قبروں کی زیارت کرنا آدمی کے لئے نیکی اور مغفرت کا باعث ہے ۔ جناب اکرم الاکرمین صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے " مَنْ زَارَ قَبْرَ وَالِدَيْهِ أَوْ أَحَدِهِمَا فِي كُلِّ جُمُعَةٍ مَرَّةً غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ وَكُتِبَ بَرًّا " " جس شخص نے اپنے والدین یا اُن میں سے کسی ایک کی قبر کی ہر جمعہ کو ایک بار زیارت کی اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے اُسے بخش دیا اور اس کے عمل کو نیکی شمار کر لیا ۔ اس حدیثِ پاک کی رُو سے والدین کی قبروں کی زیارت کرنا آدمی کے لیے نہ صرف باعثِ خیر و برکت قرار پایا ہے بلکہ ان کی قبروں کی زیارت کرنے سے آدمی کی نیکیوں میں اضافہ ہوتا ہے جو اس کی مغفرت کا سبب بنتا ہے ۔ ہمیں چاہیئے کہ ہم اپنے والدین کو اُن کی قبروں میں اُتارنے کے بعد فراموش نہ کریں بلکہ اُن سے اپنا رابطہ وتعلق استوار رکھیں ۔ وہ ہمارے مسلمان ماں باپ ہیں اور ہم اُن کی مسلمان اولاد ہیں ۔ اور مسلمان اس طرح نہیں مرتا جس طرح کافر مرتا ہے ۔ مسلمان کی موت بظاہر موت ہے لیکن حقیقت میں زندگی ہے ۔ مسلمان کی موت فنا نہیں بقا ہے ، شاعرِ مشرق حضرت علامہ محمد اقبال علیہ الرحمۃ نے اس لطیف نکتے کو کیا

Marfat.com

خوبصورت پیرائے میں بیان کیا ہے ؎

مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں

یہ حقیقت میں کبھی ہم سے جُدا ہوتے نہیں

میرا ایمان ہے کہ ایک مسلمان کو موت ہمیشہ عارضی طور پر آتی ہے مستقل طور پر نہیں آتی۔ ایک مسلمان کے لئے موت پسِ حیات جانے کا نام ہے اور پسِ حیات جانا زندگی کے دوسرے مرحلے میں داخل ہونا ہے۔ اگر مسلمان کے لیے موت بالکل فنا ہو جانے کا نام ہوتی تو جناب سرکارِ عالم صلی اللہ علیہ وسلّم ماں باپ کی قبروں کی زیارت کا حکم نہ دیتے اور آپؐ خود بھی کبھی جنّت البقیع میں قدم نہ رکھتے۔ ذرا غور کیجئے اُن کی حدیثِ پاک نہ صرف ہمیں قبروں کی زیارت کا پیغام دے رہی ہے بلکہ ہمارے لیے ہماری مغفرت کا سامان فراہم کر رہی ہے اور اس سے بھی بڑی بات تو اُن کی درج ذیل حدیث میں پوشیدہ ہے۔

" تُعْرَضُ الْاَعْمَالُ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَالْخَمِیْسِ عَلَی اللّٰہِ، وَتُعْرَضُ عَلَی الْاَنْبِیَاءِ وَعَلَی الْآبَاءِ وَالْاُمَّهَاتِ یَوْمَ الْجُمُعَةِ، فَیَفْرَحُوْنَ بِحَسَنَاتِهِمْ وَتَزْدَادُ وُجُوْهُهُمْ بَیَاضًا وَاِشْرَاقًا، فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَلَا تُؤْذُوْا اَمْوَاتَکُمْ "

(کنز العمال جلد ۱۶ صفحہ ۴۶۹ حدیث نمبر ۴۵۴۹۳)

ترجمہ :۔ " اعمال سوموار اور جمعرات کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر پیش کئے جاتے ہیں اور جمعہ کے روز انبیاءؑ اور ماں باپ پر۔ وہ ان کی نیکیوں سے اس قدر خوش ہوتے ہیں کہ اُن کے چہروں کی سفیدی اور چمک بڑھ جاتی ہے۔ تم اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ سے ڈرتے رہو اور اپنے مرنے والوں کو اذیت نہ پہنچاؤ۔ "

اس حدیث نبوی کے مطالعہ کے بعد کسی ذی شعور آدمی کے لیے پیغمبرانِ کرام اور مسلمان ماں باپ کی حیات بعد الممات میں کسی قسم کے شک و شبہ کی گنجائش باقی

Marfat.com

نہیں رہ جاتی۔ اس حدیث پاک کی رُو سے یہ بات بڑی واضح ہے کہ ہمارے نیک و بد تمام اعمال ہمارے انبیاء اور ہمارے والدین کے سامنے رکھے جاتے ہیں جس طرح وہ ہماری نیکیوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اسی طرح ہماری برائیوں کو دیکھ کر انہیں دُکھ بھی ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ خوشی اور غم کے باقاعدہ احساسات رکھتے ہیں جو زندگی کی علامت ہے۔ اگر وہ زندگی نہ رکھتے ہوں تو پھر خوشی اور غم کے اظہار کے قابل نہ ہوں اور پھر اُن کے چہروں پر خوشی و غم کا رونما ہونا اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ وہ جذبات و احساسات کی ایک وسیع دُنیا رکھتے ہیں۔ اب یہ ہم پر ہے کہ آیا ہم ان کو خوش دیکھنا چاہتے ہیں یا غمگین۔

ایک عام انسان کی اس سے بڑی سعادت اور کیا ہو سکتی ہے کہ اس کے اپنے والدین کو محبت کی ایک نظر دیکھ لینے پر اللہ تعالیٰ اس کے دفترِ اعمال میں ایک حجِ مقبول و مبرور کا ثواب لکھ دیتا ہے۔ حدیثِ نبوی ہے: "مَا مِنْ رَجُلٍ يَنْظُرُ اِلٰی وَجْهِ وَالِدَيْهِ نَظْرَةَ رَحْمَةٍ اِلَّا كُتِبَ لَهٗ بِهَا حَجَّةٌ مَقْبُوْلَةٌ مَبْرُوْرَةٌ"۔ "ایک آدمی بھی ایسا نہیں جس نے اپنے والدین کے چہرے پر رحمت کی ایک نظر ڈالی ہو اور اس نظر کی بدولت اس کے حق میں ایک مقبول و مبرور حج کا ثواب نہ لکھا گیا ہو"

جنابِ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس بندے کے لیے بہت بڑی بشارت ہے کہ جس نے اپنے والدین کی طرف سے حج کیا اور ان کا قرض ادا کیا اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اُسے قیامت کے دن نیک لوگوں کے ساتھ اٹھائے گا۔ مَنْ حَجَّ عَنْ وَالِدَيْهِ اَوْقَضٰی عَنْهُمَا مَغْرَمًا بَعَثَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْاَبْرَارِ۔ "جس شخص نے اپنے والدین کی طرف سے حج کیا اور دونوں کا قرض ادا کیا اللہ

Marfat.com

سبحانہٗ وتعالیٰ اُسے قیامت کے دن نیک لوگوں کے ساتھ اُٹھائے گا"۔ ایک انسان کو اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیئے کہ اس کا حشر نیک لوگوں کے ساتھ ہو۔ میرے خیال میں اس کی اس سے زیادہ خوش نصیبی اور ہو ہی نہیں سکتی۔

جو لوگ والدین کے فرمانبردار رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہمیشہ اپنی رحمتوں اور نعمتوں سے نوازتا رہتا ہے اور جو لوگ اپنے والدین کی نافرمانی کرتے ہیں انہیں سخت سے سخت سزا دیتا ہے۔ جنابِ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ انسان کے گناہوں کی سزا کو جس قدر چاہتا ہے موخر کر دیتا ہے لیکن والدین کی نافرمانی کی سزا کو موخر نہیں کرتا بلکہ نافرمان کو اُس کی نافرمانی کی سزا دنیا میں اس کی موت سے پہلے ہی بہت جلد دیتا ہے۔

"کُلُّ الذُّنُوبِ یُؤَخِّرُ اللّٰہُ تَعَالٰی مَاشَاءَ مِنْهَا اِلَّا عُقُوقَ الْوَالِدَیْنِ فَاِنَّ اللّٰہَ یُعَجِّلُهٗ لِصَاحِبِهٖ فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا قَبْلَ الْمَمَاتِ"۔ "اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ تمام گناہوں میں سے جس قدر گناہوں کی سزا کو موخر کرنا چاہتا ہے، موخر کر دیتا ہے مگر والدین کی نافرمانی کی سزا کو موخر نہیں کرتا بلکہ والدین کی نافرمانی کرنے والے شخص کو اس کی موت سے پہلے دنیا ہی میں سزا دیتا ہے"۔ دُنیا میں کچھ لوگ ایسے بھی پائے جاتے ہیں جو والدین کے گستاخ اور نافرمان اس حد تک ہوتے ہیں کہ وہ والدین کو اپنی طعن وتشنیع اور لعنت و ملامت کا نشانہ بناتے ہیں۔ ماں باپ کے ساتھ ایسا سلوک کرنے والے لوگ اللہ تعالیٰ کی لعنت کے سزاوار ہو جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں جنابِ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا ارشادِ گرامی ہے۔ "لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ لَعَنَ وَالِدَیْهِ" "جس شخص نے اپنے والدین پر لعنت بھیجی اللہ تعالیٰ نے اُس پر لعنت بھیجی"۔

عبداللہ بن خراش ایسا ظالم شخص اپنے والدین کا سخت گستاخ اور نافرمان

Marfat.com

تھا۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے جو اُسے سزا دی اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان الفاظ میں اظہار فرمایا ہے۔" فَخِذُ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ خَرَاشٍ فِی جَهَنَّمَ مِثْلُ اُحُدٍ، وَضِرْسُهُ مِثْلُ الْبُضَاءِ قِیْلَ: وَلِمَ ذَاكَ؟ قَالَ: كَانَ عَاقًّا لِوَالِدَیْهِ" جہنم میں عبداللہ بن خراش کے ران اُحد پہاڑ کے برابر اور دانت بضاء پہاڑ کے برابر تھے۔ آپؐ سے پوچھا گیا کہ ایسا کیوں تھا؟ تو آپؐ نے فرمایا: وہ اپنے ماں باپ کا نافرمان تھا"؛

یہ تو تھی والدین کے مشترکہ مقام کی بات اب ذرا ماں باپ کے الگ الگ مقام پر بھی حدیثِ نبوی کی روشنی میں بات ہو جائے۔ پہلے ہم باپ کے مقام کو موضوعِ بحث بناتے ہیں اور پھر ماں کی عظمت کی بات کریں گے۔ اگرچہ ماں کا مقام بہت عظیم ہے لیکن ایک دو وجوہ کو چھوڑ کر باقی تمام صورتوں میں باپ کا مقام ماں سے زیادہ افضل و برتر ہے۔ یہ اس لیے کہ وہ ماں جس کے قدموں میں اس کی اولاد کی جنت ہے خود اس کی جنت اس کے شوہر کی خاطر و مدارات اور اطاعت و فرمانبرداری میں پوشیدہ ہے۔

جنابِ سرکارِ ہر عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی خواہ کسی ایک خاص آدمی اور ایک خاص وقت کے لئے ہی کیوں نہ ہو اس کا اطلاق آنے والی اُمتِ مسلمہ کے ہر فرد پر ہوگا جس کسی کو بھی ان کا کوئی حکم پہنچے اُسے یہ سمجھنا چاہیے کہ آپؐ کا حکم اس کے لیے ہے۔ آپؐ کا ارشادِ گرامی ہے" اَطِعْ اَبَاكَ " اپنے باپ کی اطاعت کر"۔ ہماری مجال نہیں کہ ہم جنابِ سرکارِ ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس حکم پر عمل نہ کریں۔ آپ کا یہ ارشاد کسی خاص صحابی ہی کو نہیں ہمارے لئے بھی حکم ہی کی حیثیت رکھتا ہے۔

Marfat.com

جنابِ سرکارِ ہر عالم صلیّ اللہ علیہ وسلّم نے تو باپ کی اطاعت کو اللہ کی اطاعت قرار دیا ہے اور باپ کی نافرمانی کو اللہ کی نافرمانی سے تعبیر کیا ہے۔ آپؐ فرماتے ہیں" طَاعَۃُ اللّٰہِ طَاعَۃُ الْوَالِدِ وَ مَعْصِیَۃُ اللّٰہِ مَعْصِیَۃُ الْوَالِدِ"۔" باپ کی اطاعت اللہ کی اطاعت کے مترادف ہے اور باپ کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے"۔

انسان اس حدیثِ پاک سے بھی بخوبی اندازہ لگا سکتا ہے کہ اسلامی معاشرے میں باپ کا کیا مقام و احترام ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ باپ کی نافرمانی کرنے والا اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی نظر سے گر جاتا ہے اور اس کے غیظ وغضب کا سزاوار ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کی معصیت کسی طور پر جائز نہیں۔ اگر کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو وہ سخت گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اور پھر ارشادِ ربانی بھی تو یہ ہے۔" اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْعُقُوْقَ"۔" اللہ نافرمانی کو پسند نہیں کرتا"۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ ورسولہ عنہ نے اپنے بیٹے حضرت عبداللہ رضی اللہ ورسولہ عنہ کو حکم دیا کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے دیں۔ انہوں نے طلاق دینے سے انکار کر دیا۔ اس پر سیدنا عمر رضی اللہ ورسولہ عنہ نے جنابِ پیغمبرِ ہر عالم صلیّ اللہ علیہ وسلّم سے شکایت کی تو آپؐ نے جنابِ عبداللہ رضی اللہ ورسولہ عنہ کو فرمایا۔ "یَا عَبْدَ اللّٰہِ! طَلِّقْ اِمْرَأَتَكَ وَاَطِعْ اَبَاكَ"۔" اے عبداللہ! اپنی بیوی کو طلاق دیدو اور اپنے باپ کا حکم مانو"۔ حضورؐ کا حکم سنتے ہی جنابِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ ورسولہ عنہ نے اپنی اہلیہ کو طلاق دے دی۔ یہ حدیثِ نبوی دو باتوں کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ ایک یہ کہ وجوہات کچھ بھی ہوں جنابِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ ورسولہ عنہ نے اپنے باپ سیّدنا عمر رضی اللہ ورسولہ عنہ

Marfat.com

کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور اپنے والد کی حکم عدولی کے مرتکب ضرور ہوئے
لیکن انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حکم سُن کر آپؐ کے اور اپنے والدین
کے سامنے اپنا سرِ اطاعت خم کر دیا۔ اس طرح وہ والد کی نافرمانی کے جُرم سے بھی
بچ گئے۔ اور اُن کا ایمان بھی سلامت رہا۔ خدا کی قسم! اگر وہ حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے حکم کے سامنے سرِ تسلیم خم نہ کرتے تو دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتے
اور جہنم اُن کا مقدر ہو جاتا۔ وہ جانتے تھے کہ آپؐ کے حکم سے سرتابی ممکن نہیں
جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ ورسولہ عنہ اپنے باپ سیدنا عمر رضی اللہ ورسولہ عنہ
کی طرح اپنے آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت کرتے تھے اور
یہ وہ محبت تھی جو عین ایمان کا درجہ رکھتی ہے۔ انہوں نے محبتِ رسول کا تقاضا
پورا کیا اور اس طرح ایمان کی دولت ان کے ہاتھ سے نہ جانے پائی۔ اللہ اللہ
صحابۂ کرام کا بھی کیا مقام تھا۔ ایک ایک ادائے مصطفیٰ پر جان دیتے تھے۔ حضور
علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک حدیثِ پاک ہے "مِنَ الْبِرِّ اَنْ تَصِلَ صَدِیْقَ
اَبِیْكَ"۔ نیکی یہ ہے کہ تو اپنے باپ کے دوست سے صلہ رحمی کرے۔ اس
سلسلے میں بھی سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ ورسولہ عنہما کا ایک واقعہ ملاحظہ
فرمائیں۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک گدھا تھا۔ جب وہ اپنی
اونٹنی پر سواری سے تنگ آ گئے تو انہوں نے اس گدھے پر سواری شروع کی۔
ایک دن آپ نے سر پر پگڑی باندھی ہوئی تھی اور اپنے گدھے پر سوار راستے پر
جا رہے تھے کہ اچانک ان کی ایک بدوی سے ملاقات ہوئی۔ آپ نے اُس سے
پوچھا: کیا تم فلاں بن فلاں نہیں ہو، اُس آدمی نے جواب دیا: ہاں، آپ اُس
سے اُترے اور اپنا گدھا اُسے دے دیا۔ پھر اُس سے کہنے لگے۔ اسے

Marfat.com

سوار ہو جاؤ، پھر آپ نے اسے اپنا عمامہ عطا فرمایا اور کہا کہ اسے سر پر باندھ لو۔ یہ دیکھ کر جنابِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ و رسولہ عنہ کے بعض ساتھیوں کے چہروں پر حیرت ظاہر ہو گئی اور آپ سے کہنے لگے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ تمہاری مغفرت فرمائے، جس گدھے پر تم سوار ہوتے تھے وہ گدھا تم نے اس آدمی کو دے دیا اور جو عمامہ تم اپنے سر پر باندھتے تھے وہ بھی تم نے اسے عطا کر دیا!... اس کی کیا وجہ ہے؟ جنابِ عبداللہ بن عمر رضی اللہ و رسولہ عنہ نے فرمایا: میں نے جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو یہ فرماتے ہوئے سُنا ہے: سب سے بڑی بھلائی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے پھر جانے کے بعد اس سے محبت کرنے والوں سے صلہ رحمی کرے۔ یعنی آدمی اپنے باپ کی موت کے بعد اس کے دوستوں کی عزت و تکریم کرے اور یہ بدوی عمر رضی اللہ و رسولہ عنہ کا دوست تھا۔

جنابِ سرکارِ ہر عالم صلی اللہ علیہ وسلّم نے "اَلْوَلَدُ مِنْ کَسْبِ الْوَالِدِ" "بچہ باپ کی کمائی میں سے ہے" فرما کر بچے کو باپ کی کمائی سے تعبیر کیا ہے۔ جس طرح چاہے اُسے استعمال کرے۔ اسی طرح باپ کا اپنے بچے پر حق ہوتا ہے کہ وہ جس طرح چاہے اس سے خدمت لے۔ باپ نہ صرف اپنے بیٹے سے خدمت لینے کا حقدار ہوتا ہے بلکہ اس کی کمائی پر بھی اس کا پورا پورا حق ہے۔ ایک بار کسی نے سیّدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم سے عرض کی کہ یا رسول اللہ! میرا باپ مجھ سے میری کمائی مانگتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "اَمَا عَلِمْتَ اَنَّکَ وَمَالُکَ مِنْ کَسْبِ اَبِیْکَ"۔ "کیا تجھے علم نہیں کہ تو اور تیرا مال دونوں تیرے باپ کی کمائی ہیں"۔ ایک اور مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: "اِنَّ اَوْلَادَکُمْ هِبَةُ اللّٰہِ تعالیٰ لَکُمْ (یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّیَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ) فَھُمْ وَاَمْوَالُکُمْ لَکُمْ اِذَا احْتَجْتُمْ اِلَیْھَا" بے شک تمہاری اولاد اللہ سبحانہ و

Marfat.com

تعالیٰ کی طرف سے تمہارے لیے ایک تحفہ ہے (وہ جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا فرما دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے عطا فرماتا ہے) اگر تمہیں اس کی ضرورت پڑے تو وہ اور اُن کے مال و دولت تمہارے ہیں"۔

آدمی پر ہر حال میں اپنے باپ کا احترام کرنا لازم ہے اور یہ بیٹے پر باپ کے حقوق میں سے ہے کہ بیٹا اپنے باپ کو اس کے نام سے پکارنے کی بجائے اس طرح پکارے جس طرح جناب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے والدِ ماجد کو پکارا۔ "حَقُّ الْوَالِدِ عَلٰی وَلَدِہٖ اَنْ لَّا یُسَمِّیَہٗ بِمَا سَمّٰی اِبْرَاھِیْمُ بِہٖ اَبَاہُ: "یَا اَبَتِ" وَلَا یُسَمِّیْہِ بِاسْمِہٖ۔ یہ باپ کا اپنے بیٹے پر حق ہے کہ وہ اُس نام سے پکارے جس سے جناب ابراہیم علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے ابا جان کو پکارا "اے میرے ابا جان" اور اُس کے نام سے نہ پکارے۔ آپ نے "لَا تَمْشِ اَمَامَ اَبِیْکَ"۔ "اپنے باپ سے آگے نہ چلو" فرما کر ہمیں ہمارے باپ کے آگے آگے چلنے سے منع کیا ہے کہ یہ ادب و احترام کے منافی ہے۔ اس دنیا میں جہاں سعادت مندی کی کوئی انتہا نہیں وہاں بدبختی کی بھی کوئی انتہا نہیں۔ بعض لوگ تو ایسے سنگدل ہوتے ہیں کہ وہ اپنے باپ کی بھی پٹائی کر ڈالتے ہیں۔ یاد رہے کہ ہمارے آقا و مولا علیہ التحیۃ والثناء نے ہمیں ایسے لوگوں کے قتل کا حکم دیا ہے آپؐ فرماتے ہیں: "مَنْ ضَرَبَ اَبَاہُ فَاقْتُلُوْہُ۔ جو اپنے باپ کو پیٹے اس کو قتل کر دو"۔ اس لیے کہ کسی آدمی کا اپنے باپ کو پیٹنے سے بڑھ کر کوئی ظلم ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ عمل تو نافرمانی کی بھی انتہا ہے۔ سیدنا رسول اللہ علیہ وسلّم کے فرمان کے مطابق تو باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے۔ "اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّۃِ" "باپ جنت کا درمیانی دروازہ ہے"۔ اب یہ اولاد پر منحصر ہے کہ وہ اس درمیانی دروازے کو خوش کرے یا اس کی ناراضگی مول لے۔ مجھے تو اتنا علم ہے کہ اگر کسی نے

Marfat.com

نے باپ کو خوش کر لیا تو اس پر جنّت کا دروازہ کھل گیا اور اگر اس نے باپ کو ناراض کر لیا تو جنّت کا یہ دروازہ اس پر بند ہو گیا اور وہ اُخروی زندگی کی نعمتوں سے محروم ہو گیا۔

جناب نبیِّ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم نے تو چچا کو بھی باپ کا مقام عطا کیا ہے۔ ذرا اندازہ کیجئے جس دین میں باپ کے بھائی کا مقام باپ کے برابر ہو اس میں باپ کا مقام کیا ہو گا۔ "عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْہِ" آدمی کا چچا اس کے باپ کی طرح ہے"۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی آدمی کا اپنے چچا کا حکم ماننا باپ کا حکم ماننے کے برابر ہے۔ لہذا احترام و محبّت کے اعتبار سے باپ اور چچا میں کوئی فرق نہیں۔

جناب سرکارِ ہر عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تو انسان کو بتا دیا ہے کہ اگر آج وہ اپنے باپ دادا کا احترام کرتا ہے تو کل وہ اپنی اولاد سے بھی وہی احترام پائے گا۔ "بِرُّوْا آبَاءَ کُمْ یَبَرَّکُمْ اَبْنَاءُ کُمْ۔ اپنے باپ دادا سے بھلائی کرو تمہاری اولاد تم سے بھلائی کرے گی اور قرآن کریم نے بھی "ھَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ۔ بھلائی کا بدلہ بھلائی ہی ہے" کہا ہے۔ ہماری نظر میں تو قابلِ احترام وہی شخص ہے جو دوسروں کا احترام کرتا ہے۔ بات چھوٹے اور بڑے کی نہیں باہمی احترام کی ہے۔ اگر ہر فرد ایک دوسرے کا احترام کرنا چھوڑ دے تو پھر معاشرے میں فتنہ و فساد برپا ہو جاتے۔ ایک دوسرے کے خلاف پائی جانے والی منافرت اس کی جڑیں کاٹ کر رکھ دے۔ معاشرہ ایک خاندان کے افراد سے تشکیل پاتا ہے لیکن ایک خاندان کے دوسرے خاندان سے مل کر زندگی گزارنے سے معاشرے کو فروغ حاصل ہوتا ہے لہذا اس خاندان کے افراد کو اپنے خاندان کے افراد سے اچھا برتاؤ کرنے کے ساتھ ساتھ معاشرے میں موجود دوسرے خاندانوں کے افراد سے

Marfat.com

بھی اچھا سلوک کرنا ہوگا اس طرح یہ دُنیا جنّت میں تبدیل ہو جائے گی ورنہ جہنّم زار بن جائے گی جہاں تک کسی آدمی کے اپنے باپ سے بھلائی کرنے کے

تصور کا تعلق ہے تو یہ تصور دنیا تک ہی محدود نہیں بلکہ آدمی اپنے باپ سے اس کے مرنے کے بعد بھی بھلائی کر سکتا ہے اور یہ اس طرح کہ وہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کی مغفرت کی دُعا کرتا رہے۔ کسی آدمی کا ایسا کرنا اس کے باپ سے بھلائی کرنے کا مصداق ہوگا۔ جناب سرکارِ ہر عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے اس قسم کی بھلائی کا بڑا واضح تصوّر دیا ہے۔ آپ کا ارشاد گرامی ہے۔" اِستغفارُ الوَلَدِ لِابیہِ مِنْ بَعدِ المَوتِ مِنَ البِّرِ" بیٹے کا اپنے باپ کے مرنے کے بعد اس کی مغفرت کی دُعا کرنا اس کے ساتھ بھلائی کرنا ہے۔ جناب سرکارِ ہر عالم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے جو مقام عورت کو بطور ماں عطا کر دیا ہے وہ کسی اور کو نصیب ہی نہیں ہو سکا۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمام مسلمان ماؤں کو جناب سرکارِ ہر عالم صلّی وسلّم علیہ کا شکر گزار ہونا چاہیئے کہ آپ نے اَلجنّۃُ تحتَ اَقدامِ الاُمّہات" جنّت ماؤں کے قدموں تلے ہے"۔ فرما کر انہیں بیٹوں کی نظر میں انتہائی محترم بنا دیا ہے۔ اس حدیثِ پاک کی رُو سے بیٹوں پر جہاں ماں کا احترام کرنا فرض ہو گیا ہے وہاں اس کے دیگر حقوق کی پاسداری بھی واجب ہو گئی ہے اس حدیثِ پاک کا واضح مطلب یہ ہے کہ انسان جتنی جی چاہے عبادت کر لے اگر وہ ماں کی خدمت نہیں بجا لاتا اور خود پر اس کے حقوق کو تسلیم نہیں کرتا تو جنّت اس پر حلال نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ آپؐ نے آدمی کو ماں کے قدموں سے چمٹے رہنے کی تلقین فرمائی ہے۔" اَلزمُ رِجلَھا فَاِنَّ الجنّۃَ تحتَ اَقدامِھا" ماں کی ٹانگوں سے چمٹ جا کہ جنّت اس کے قدموں کے نیچے ہے"۔ کسی صحابی رضی اللہ ورسولہ عنہ نے جناب سرکارِ ہر عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے پوچھا کہ میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ حقدار کون ہے؟ تو اس پر آپؐ نے ارشاد فرمایا" اُمّکَ"!

Marfat.com

اُمَّكَ ثُمَّ اُمَّكَ ! ثُمَّ اَبَاكَ ! ثُمَّ الْاَقْرَب ! فَالْاَقْرَب ! تیری ماں ! تیری ماں ! پھر تیری ماں ! پھر تیرا باپ ! پھر قریب ترین شخص ! پھر قریب ترین شخص ! اس حدیثِ پاک کے الفاظ پر بالترتیب غور کیا جائے تو معلوم ہو گا کہ ماں کی اہمیت باپ سے کہیں زیادہ ہے۔ اللہ اللہ ! ماں کا کیا مقام ہے۔ جنابِ سرکارِ ہر عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس شخص نے ماں کی دونوں آنکھوں کے درمیان واقع جگہ پر بوسہ دیا اس کا یہ بوسہ اُسے آگ سے پردہ کی صورت میں ڈھانپ لے گا " مَنْ قَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْ اُمِّهٖ كَانَ لَهٗ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ۔ جس شخص نے ماں کی دونوں آنکھوں کے درمیان واقع جگہ پر بوسہ دیا وہ اس کے لیے آگ سے پردہ بن جائے گا " اللہ اللہ ماں سے تو اظہارِ محبت و عقیدت انسان کو دوزخ کی آگ سے محفوظ کر دیتا ہے اور اس آدمی کا کیا ٹھکانہ ہو گا جس کی خدمت پر اس کی ماں اس سے خوش ہو جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جس سے اس کی ماں خوش ہو گئی اس سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے اور جس سے اللہ اور اس کے رسولؐ خوش ہو گئے جنت واقعی اس کا مقدر ہو گئی۔

جنابِ سرکارِ ہر عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ماں کو باپ پر ایک اور فضیلت بھی عطا کی ہے۔ وہ یہ کہ جب ہم نماز پڑھ رہے ہوں اور ہمیں ماں باپ دونوں آواز دیں تو آپؐ کا حکم ہے کہ ہم باپ کی آواز پر لبیک کہنے کی بجائے ماں کی آواز پر لبیک کہیں۔ چنانچہ آپؐ کا ارشادِ گرامی ہے " اِذَا كُنْتَ تُصَلِّيْ فَدَعَاكَ اَلْوَالِدَانِ فَاَجِبْ اُمَّكَ وَلَا تُجِبْ اَبَاكَ۔ اگر تم نماز پڑھ رہے ہو اور تمہارے والدین تمہیں پکارتے ہیں تو تم ماں کی آواز کا جواب دو۔ باپ کی آواز کا جواب نہ دو "۔

یہ تو وہ حکم تھا جو آپ نے ہمیں کیا۔ اب ذرا جنابِ سرکارِ ہر عالم صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وآلہ وسلّم کا خود اپنے بارے میں کیا ارشاد ہے۔ یہ بھی ملاحظہ فرمائیں :
لَوْ اَدْرَکْتُ وَالِدَیَّ اَوْ اَحَدَھُمَا وَقَدْ اِفْتَتَحْتُ صَلٰوۃَ الْعِشَاءِ وَقَرَأْتُ الْفَاتِحَۃَ فَدَعَتْنِیْ اُمِّیْ : یَا مُحَمَّدُ! لَاَجَبْتُھَا : "اگر میں اپنے ماں باپ کو یا اُن دونوں میں سے کسی ایک کو پاتا اور میں عشاء کی نماز شروع کر چکا ہوتا اور سورہ فاتحہ پڑھ رہا ہوتا تو اس وقت میری اماں جان مجھے بلاتیں: اے محمد (صلّی اللہ علیک وسلّم) میں اُن کے بُلانے پر ضرور اُن کی بات سنتا"۔

ذرا اندازہ کیجئے! ماں کس قدر بلند درجہ ومقام رکھتی ہے کہ جناب سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم ایسے عظیم ترین اور بزرگ ترین پیغمبر بھی نماز کو نامکمل چھوڑ کر ماں کی آواز پر لبیک کہنے کے لیے تیار نظر آتے ہیں۔ اللہ اللہ! یہ ماں کے مقام کی معراج ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں والدین کی اطاعت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن کی نافرمانی سے بچائے کہ اسی میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی اطاعت اور اسی میں اس کی نافرمانی ہے۔ آمین

وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ۔

ذخیرہ
میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی
لاہور پاکستان

Marfat.com

محفلِ جاں سجی ہوئی آپ کے دم قدم سے ہے
میری تو کائنات ہی آپ کے دم قدم سے ہے

آپ نہ ہوں تو زندگی اتنی حسین بھی نہ ہو
اس کی تمام دلکشی آپ کے دم قدم سے ہے

آپ ہیں رحمتِ تمام آپ ہیں راحتِ مدام
سب کے دلوں میں تازگی آپ کے دم قدم سے ہے

موسمِ برگ ریز کیا نکہتِ عطر بیز کیا
شاخِ حیات میں نمی آپ کے دم قدم سے ہے

ماہِ جمیلِ نیم شب مہرِ جلیلِ نیم روز
چاندنی ہو کہ روشنی آپ کے دم قدم سے ہے

میری اذانِ دلنواز میری نمازِ جاں گداز
میرا شعورِ بندگی آپ کے دم قدم سے ہے

Marfat.com

اب تو بتانِ عصر سے زندگی بھر لڑوں گا میں
میرا یہ عزم آہنی آپ کے دم قدم سے ہے

اب نہیں مر سکوں گا میں اب تو سدا جیوں گا میں
میرا فروغ زندگی آپ کے دم قدم سے ہے

میری سلاست زباں میری فصاحت بیاں
میری قصیدہ گستری آپ کے دم قدم سے ہے

میرا جمال فکر و فن میرا جلال فکر و فن
میرا کمال شاعری آپ کے دم قدم سے ہے

اب مرے کلام سے یوں بھی ہیں مطمئن حضور
میرے سخن کی چاشنی آپ کے دم قدم سے ہے

آپ کے فیض و لطف سے میں ہوں جہاں میں سرفراز
میری بلند قامتی آپ کے دم قدم سے ہے

آپ کے دم قدم سے ہے تاب و توانِ زندگی
آپ کا یہ منیر بھی آپ کے دم قدم سے ہے

ذخیرہ

Marfat.com

سینٹری ویئرز
ٹائلز
باتھ ٹب
سی۔پی فٹنگز
نیز فینسی فٹنگ

خوبصورت ٹائلز اور دیدہ زیب سینٹری ویئر

کرم سرامکس لمیٹڈ
(ICL) آئی۔سی۔ایل
STile شبیر ٹائلز
Ifö ایفو
EMCO ایمکو ٹائلز
SCC سوات سرامکس کمپنی لمیٹڈ

سینٹری ویئر کا منفرد ادارہ

ڈیلیٹ سینٹری سٹور

۱۷۴ فیروز پور روڈ بالمقابل شاہ جمال موڑ، لاہور۔
فون: ۶۲۰۴۶۵ ، ۲۷۰۲۵۳ ، ۴۱۷۹۲۱

Marfat.com

کھانے کی صحیح لذّت اُٹھانے کیلئے

کشمیر چرغہ ہاؤس

میں تشریف لائیں

ایک بار آنے کے بعد آپ اسے
زندگی بھر فراموش نہیں کر سکیں گے

کشمیر چرغہ ہاؤس

میکلوڈ روڈ، چوک قرطبہ لاہور

Marfat.com

محبوب کی باتیں

صلی اللہ علیہ وسلم

(چالیس احادیث)

مرتبہ

جاوید اقبال مظہری

بی اے، ایل ایل۔ بی

مظہری پبلی کیشنز

۷۔سی اسٹیڈیم لین نمبر ا، فیز ۵

خیابانِ شمشیر ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کراچی

فون ۵۸۴۰۷۶۵

Marfat.com

ذخیرہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

جو 2001ء میں میاں صاحب نے

پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطا فرمایا

Marfat.com

محبوب کی باتیں
صلی اللہ علیہ وسلم

(چالیس احادیث)

جاوید اقبال مظہری

بی اے، ایل ایل۔بی

مظہری پبلی کیشنز

۷-سی اسٹیڈیم لین نمبر ۱، فیز ۵

خیابانِ شمشیر ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کراچی

فون ۵۸۴۰۷۶۵

Marfat.com

حقوقِ طباعت بحق قرۃ العین میاں محمد مظہر مسعود مسعودی، میاں محمد طٰہٰ مسعودی سلمہا اللہ تعالیٰ محفوظ ہیں :-

۱-	نام کتاب	محبوب کی باتیں
۲-	مؤلف	جاوید اقبال مظہری
۳-	کمپوزنگ	جیلانی پرنٹ انٹر پرائزز 5219222
۴-	ناشر	مظہری پبلی کیشنز
۵-	اشاعت	اول
۶-	طباعت	۱۴۲۰ھ / ۲۰۰۰ء
۷-	تعداد ایک ہزار	
۸-	ہدیہ	۱۲؍ روپے

ملنے کا پتہ

۱- ادارہ مسعودیہ، ۲/ ۶-۵ ای ناظم آباد کراچی،
فون : ۲۱۳۹۷۳-۲۲۱۴۷۴۷

۲- مظہری پبلی کیشنز ۷-سی اسٹیڈیم لین نمبر ۱، فیز ۵-خیابانِ شمشیر، ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کراچی-فون : ۵۸۴۰۷۶۵-۵۸۴۰۹۹۳

۳- مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم اے جناح روڈ کراچی-فون : ۷۷۶۲۷۶۷

۴- مکتبہ رضویہ، آرام باغ کراچی-فون : ۲۱۶۶۴۶۴

۵- دربار عالیہ مرشد آباد شریف بالمقابل سول اینڈ آڈٹ کالونی کوہاٹ روڈ پشاور شہر فون : ۲۳۱۱۲۵

Marfat.com

انتساب

امام ربانی حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے نام جنہوں نے اپنے مکتوبات شریفہ میں حضور انور ﷺ کے ارشاداتِ طیبات (حدیث) کو فتوحات مدینہ سے تعبیر فرمایا اور جن کی ہر ہر ادا سنتِ مصطفیٰ ﷺ کے نور سے معمور ہے۔

احقر العباد

جاوید اقبال مظہری

نقشبندی مجددی

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تقدیم

اللہ سبحانہ و تعالیٰ قرآنِ کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

''تم فرماؤ: اے لوگوں میں تم سب کی طرف سے اللہ کا رسول ہوں کہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی کو ہے''

(الاعراف، ۱۵۸)

بلاشبہ آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اسی خالقِ کائنات کے لئے ہے، جس نے اپنے حبیبِ لبیب حضورِ اکرم ﷺ کو سراپا نور اور سراپا رحمت بنا کر بھیجا اور ان کے سینۂ مبارک پر قرآنِ کریم فرقانِ مجید نازل فرمایا جو علوم و معارف کا خزینہ ہے اور جس میں ہر چیز کا روشن بیان ہے۔

(سورۃ النحل، ۸۹)

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

نبی ﷺ نے ہمیں اس حال پر چھوڑا کہ ہوا میں کوئی پرندہ پر مارنے والا ایسا نہیں جس کا علم حضور ﷺ نے ہمارے سامنے بیان نہ فرمادیا ہو۔

(انباء المصطفیٰ ص ۸ بحوالہ مسند احمد و طبقات ابن سعد)

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

رسول اکرم ﷺ نے ایک بار ہم میں کھڑے ہو کر جب سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا تھا، سب بیان فرمادیا، کوئی چیز نہ چھوڑی۔ جسے یاد رہا، یاد رہا۔

Marfat.com

جو بھول گیا، بھول گیا۔ (انبیاء المصطفیٰ ص ۷ بحوالہ بخاری شریف مسلم شریف مسند احمد)

قرآنی آیات اور احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کائنات کا کوئی ایسا علم نہیں جو سینۂ مصطفیٰ ﷺ پر ظاہر نہ کیا گیا ہو، حضور انور ﷺ کی زبان مبارک سے جاری ہونے والے ارشاداتِ طیبات (احادیث) پورے عالم کے لئے راہِ ہدایت ہیں، حضور انور ﷺ نے اپنی زبانِ قدسی سے جو کچھ فرمایا پہلے اس پر عمل کر کے دکھایا اسی لئے اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کی سیرتِ مبارکہ کو بنی نوح انسانی کے لیے نمونہ قرار دیا۔ (احزاب :۲۱)

سرکارِ ابد قرار ﷺ جو کچھ اپنی زبانِ مبارک سے ارشاد فرماتے تھے صحابہ کرام اس کو محفوظ فرمالیتے، حضور انور ﷺ کی زبانِ مبارک سے جاری ہونے والے ارشاداتِ طیبات (احادیث) کو محدثین کرام نے انتہائی محنت اور جانفشانی اور خلوصِ نیت کے ساتھ جمع کیا اور ایک عظیم سرمایہ عاشقانِ مصطفیٰ ﷺ کی راحتِ جان کے لئے چھوڑا۔ اس کے علاوہ چاروں مسلکوں کے حفاظِ کرام کی خدمات بھی قابلِ تعریف ہیں کہ جنہوں نے ان احادیث کو اپنے سینوں میں محفوظ فرمایا۔

سرکارِ ابد قرار ﷺ اس وقت سے اپنی گناہ گار اور سیاہ کار امت پر رحمت فرمارہے کہ جس وقت آپ کا نور تخلیق ہوا۔ یہ سرکارِ دو عالم ﷺ کی محبت، شفقت اور رحمت نہیں تو پھر اور کیا ہے کہ آپ فرمارہے ہیں :

"جو شخص میری امت میں سے چالیس احادیث احکامِ دین کی یاد کرے (پیش کرے) اسے اللہ فقیہہ اٹھائے گا اور قیامت کے دن میں اس کا شفیع اور گواہ ہوں گا۔"

(مشکوٰۃ شریف)

Marfat.com

سرکار ابد قرار ﷺ کے اس حکم کی پیروی میں احقر نے حضرت محی الدین ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی قدس سرہ العزیز کی تالیف ریاض الصالحین حصہ اول، دوم حضرت محمد بن محمد ابن جزری شافعی قدس سرہ کی تالیف حصنِ حصین اور حضرت مولانا پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب کی تصنیف جانِ جاناں ﷺ میں سے چالیس احادیث کا انتخاب کیا اور اس مبارک و منور معطر و معنبر مجموعۂ حدیث کا م ''محبوب کی باتیں'' رکھا۔

اللہ سبحانہ تعالیٰ احقر کی اس کوشش کو اپنی بارگاہِ بے کس نواز میں قبول فرمائے، اور حضور انور ﷺ کے ان ملفوظات، طیبات کے صدقے اور طفیل۔احقر کے گناہوں کو معاف فرمائے اور احقر کو اپنے حبیب لبیب حضورِ انور ﷺ کی محبت اور ذکر و فکر میں مشغول رکھے۔(آمین)

بچہ مشغول کنم دیدہ و دل را کے مدام
دل ترا می طلبد دیدہ ترا می خواہد

اللہ سبحانہ و تعالیٰ حضور انور ﷺ کے ملفوظاتِ طیبات کے نور سے تمام مسلمانوں کے قلوب کو منور فرمائے اور ان کو فیضانِ مصطفی ﷺ سے مالا مال فرمائے۔آمین

۲۱ ذیقعد ۱۴۲۰ھ
۲۸ فروری ۲۰۰۰ء
بروز پیر وقت ظہر

جاوید اقبال مظہری
نقشبندی مجددی

Marfat.com

فہرس

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	ذکر کی فضیلت	۹
۲	نورِ محمدی ﷺ	۹
۳	ذکرِ ولادت مصطفےٰ ﷺ	۱۰
۴	عظمتِ اولیائے کرام	۱۰
۵	اخلاص کا بیان	۱۱
۶	توبہ کا بیان	۱۲
۷	صبر کا بیان	۱۳
۸	صداقت کا بیان	۱۳
۹	یقین اور توکل	۱۴
۱۰	مجاہدہ کا بیان	۱۵
۱۱	سُنت اور اس کے آداب پر محافظت	۱۶
۱۲	نیکی کا حکم اور برائی سے ممانعت	۱۶
۱۳	ادائیگی امانت کا حکم	۱۶
۱۴	عورتوں سے متعلق احکام	۱۷
۱۵	خاوند کے حقوق	۱۸
۱۶	اہل وعیال پر خرچ کرنا	۱۸
۱۷	والدین سے حسنِ سلوک اور صلہ رحمی	۱۸
۱۸	والدین کی نافرمانی اور قطع رحم کی حرمت	۱۹
۱۹	فضائل قرآن	۱۹

Marfat.com

۲۰	وضو کی فضیلت	۱۹
۲۱	فضیلت اذان	۲۰
۲۲	فضائل نماز	۲۰
۲۳	صبح اور عصر کی نماز کی فضیلت	۲۱
۲۴	مساجد کی طرف چلنے کی فضیلت	۲۱
۲۵	نماز باجماعت کی فضیلت	۲۱
۲۶	فرض نمازوں کی پابندی کا حکم اور چھوڑنے پر سخت وعید اور ممانعت	۲۲
۲۷	صفِ اول کی فضیلت	۲۲
۲۸	سنت فجر کی تاکید	۲۳
۲۹	آداب وفضائل جمعہ	۲۳
۳۰	مسواک کی فضیلت	۲۳
۳۱	فرضیتِ زکواۃ	۲۴
۳۲	روزے کی فضیلت	۲۴
۳۳	غیبت کی حرمت اور زبان کی حفاظت	۲۵
۳۴	چغل خوری	۲۵
۳۵	جھوٹ کی حرمت	۲۵
۳۶	وعدہ خلافی	۲۶
۳۷	اجنبی عورت کے ساتھ خلوت	۲۶
۳۸	استغفار اور اس کی فضیلت	۲۶
۳۹	سوگ منانا	۲۸
۴۰	حضور انور ﷺ پر درود و سلام بھیجنے کی فضیلت	۲۹

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ذکر کی فضیلت

حضورِ انور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جب بھی کوئی جماعت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھی ہے تو فوراً رحمت کے فرشتے اُن کو چاروں طرف سے گھیر لیتے ہیں اور اللہ کی رحمت اُن کو ڈھانپ لیتی ہے سکون و اطمینان ان پر برسنے لگتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان فرشتوں سے ان ذکر کرنے والوں کا تذکرہ کرتے ہیں جو اس کے پاس موجود رہتے ہیں۔ (حصنِ حصین ص ۲۰)

نور محمدی ﷺ

حضور انور ﷺ نے حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اے جابر! اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کے نور کو پیدا فرمایا، یہ یقینی بات ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔ پھر وہ نورِ قدرت الٰہی سے جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا اس وقت لوح، قلم، جنت، دوزخ، فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن و انس کچھ نہ تھا۔

(جانِ جاناں ص ۲۴ بحوالے علامہ ابن حجر ہیتمی: فتاویٰ حدیثیہ ص ۲۸۹، علامہ قسطلانی: مواہب الدینہ ج ۱؛ ص ۵۵ ابو عبداللہ محمد بن عبدالباقی: زرقانی ج ۱، ص ۴۶ علامہ عبدالغنی نابلسی: الحدیقۃ الندیۃ مطبوعہ فیصل آباد ج ۲ ص ۳۷۵، برہان الدین حلبی: سیرت حلبیہ ج ۱؛ ص ۳۰ علامہ آلوسی بغدادی: تفسیر روح المعانی پ ۱۷، ص ۹۶)

Marfat.com

ذکرِ ولادت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

غزوہ تبوک سے واپسی کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی، اجازت ہو تو آپ کی صفت و ثناء بیان کروں؟ فرمایا کہو، اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سلامت رکھے، چنانچہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ذکر میلاد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے اشعار پیش فرمائے۔

(جان جاناں ص ۶۶ بحوالہ ابو جعفر محمد بن جریر طبری، طبری، علامہ ابن کثیر: میلاد مصطفیٰ ۱۹۸۵ء ص ۲۹، ۳۰)

عظمتِ اولیائے کرام

حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کے بندوں میں ایسے لوگ بھی ہیں جو نہ نبی ہیں اور نہ شہید، لیکن قیامت کے دن قربِ الٰہی کی وجہ سے انبیاء اور شہداء ان پر رشک کریں گے۔ صحابہ نے عرض کی یارسول اللہ! ہمیں بتائیے وہ کون ہیں۔ ان کے اعمال کیا ہیں تاکہ ہم ان لوگوں سے محبت کریں۔ فرمایا وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے لئے آپس میں محبت کرتے ہیں، نہ ان میں کوئی رشتہ ہے اور نہ مالی منفعت، بخدا ان کے چہرے سراپا نور ہوں گے اور نور کے منبروں پر انہیں بٹھایا جائے گا۔ دوسرے لوگ خوفزدہ ہوں گے اور انہیں کوئی خوف نہ ہوگا، لوگ حزن و ملال میں مبتلا ہوں گے لیکن انہیں کوئی حزن و ملال نہ ہوگا۔ پھر حضور نے یہ آیت پڑھی۔

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیهم ولا هم یحزنون

(ضیاء القرآن جلد دوم قرطبی)

Marfat.com

اخلاص کا بیان

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، فرماتے ہیں:

حجتہ الوداع کے موقعہ پر رسولِ اکرم ﷺ میری عیادت کے لئے تشریف لائے، مجھے سخت درد تھا۔ میں نے عرض کیا، "یا رسول اللہ! میری بیماری (شدت اختیار کر چکی ہے) جیسا کہ آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں، صاحبِ مال ہوں اور ایک لڑکی کے سوا میرا کوئی وارث نہیں کیا میں دو تہائی مال صدقہ کر دوں؟" آپ نے فرمایا: "نہیں" میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ" ("نصف کی اجازت ہے؟") آپ نے فرمایا "نہیں" میں نے عرض کیا "یا رسول اللہ ایک تہائی؟" آپ نے فرمایا "ایک تہائی ٹھیک ہے اور ایک تہائی بھی زیادہ ہے۔ تمہارا اپنے ورثاء کو مالدار چھوڑنا ان کو نادار چھوڑنے سے بہتر ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز کرتے پھریں۔ بلاشبہ تم جو کچھ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے خرچ کرو اس کا ثواب پاؤ گے یہاں تک کہ بیوی کے منہ میں لقمہ ڈالو تو اس کا بھی اجر ہے۔" فرماتے ہیں میں نے عرض کیا، "یا رسول اللہ! کیا میں اپنے دوستوں سے پیچھے رہ جاؤں گا؟" آپ نے فرمایا، "اگر تم پیچھے رہو گے تو اس صورت میں اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کے لئے جو عمل کرو گے اس سے تمہارا درجہ بلند

Marfat.com

ہو گا- امید ہے کہ تم پیچھے رہو گے اور لوگ تمہاری زندگی سے فائدہ اٹھائیں گے اور کچھ لوگ تکلیف سے دوچار ہوں گے" (پھر دعا مانگی) یا اللہ! میرے صحابہ کرام کی ہجرت کو پورا فرما- اور شکست سے دوچار نہ کر- البتہ سعد بن خولہ کی حالت قابلِ رحم ہے-" نبی اکرم ﷺ کا حضرت سعد بن خولہ سے اظہارِ شفقت اس وجہ سے تھا کہ وہ مکہ مکرمہ میں فوت ہوئے- (بخاری و مسلم)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا-

"اللہ تعالیٰ نہ تو تمہارے جسموں کی طرف دیکھتا ہے اور نہ ہی تمہاری صورتوں کی طرف، بلکہ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے-"

(ریاض الصالحین جلد اوّل مصنف حضرت محی الدین ابو زکریا ابن شرف النووی قدس سرہ ص ۱۷-۱۸ بحوالہ مسلم شریف)

توبہ کا بیان

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ ہر رات اپنا دستِ رحمت پھیلاتا ہے تاکہ دن کے گناہ کرنے والے توبہ کریں اور دن کو دستِ رحمت پھیلاتا ہے تاکہ رات کے گناہ کرنے والے توبہ کریں- یہ سلسلہ سورج کے مغرب سے طلوع ہونے تک جاری رہے گا-"

(ریاض الصالحین جلد اول ص ۳۳۲ بحوالہ مسلم شریف)

Marfat.com

صبر کا بیان

حضرت سعد بن مالک ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انصار کے کچھ لوگوں نے آپ سے کچھ مانگا، آپ نے انہیں عطا فرمادیا۔ پھر مانگا، آپ نے دے دیا۔ یہاں تک کہ آپ کے پاس جو مال تھا ختم ہو گیا جب آپ اپنے دستِ مبارک سے سب مال دے چکے تو ان سے فرمایا، ''میرے پاس جو مال ہوتا ہے اسے تم سے روک کر جمع نہیں کرتا، جو دستِ سوال دراز کرنے سے بچتا رہے اللہ تعالیٰ اس کو بچاتا ہے، اور جو مستغنیٰ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے غنی کر دیتا ہے، اور جو صبر کی سعی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے صبر کی توفیق فرماتا ہے اور کسی شخص کو صبر سے بہتر اور وسیع تر عطیہ نہیں دیا گیا۔''

(ریاض الصالحین جلد اول ص ۷۳ حوالہ مسلم شریف)

صداقت کا بیان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

سچ، نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی سچ بولتے بولتے اللہ تعالیٰ کے ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کا راستہ دکھاتا ہے اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کذاب لکھا جاتا ہے۔

(ریاض الصالحین جلد اول ص ۱۵ حوالہ مسلم شریف)

Marfat.com

یقین اور توکل

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ نجد کی طرف جہاد کے لئے گیا۔ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو میں بھی آپ کے ہمراہ واپس ہوا۔ کثیر خاردار درختوں کی وادی میں پہنچے قیلولہ کا وقت ہوگیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سواری سے نیچے تشریف لائے لوگ درختوں کے سائے میں (اِدھر اُدھر) بکھر گئے۔ آپ بھی ایک درخت کے نیچے تشریف فرما ہوئے اور تلوار درخت کے ساتھ لٹکادی۔ پھر ہم سب سوگئے۔ اچانک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بلانے گئے۔ کیا دیکھا کہ آپ کے پاس ایک اعرابی کھڑا ہے۔ آپ نے فرمایا اس نے میری تلوار مجھ پر میان سے نکالی جب کہ میں آرام کر رہا تھا، میں بیدار ہوا تو ننگی تلوار اس کے ہاتھ میں تھی۔ کہنے لگا کہ "آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے ؟" میں نے کہا ! "اللہ" تین بار کہا آپ نے اس کو کچھ سزا نہ دی اور وہ بیٹھ گیا۔ (بخاری و مسلم)

ایک دوسری روایت میں ہے، حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :

ہم "ذات الرقاع" میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے۔ جب ایک سایہ دار درخت کے پاس پہنچے تو اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوڑ دیا۔ اتنے میں ایک مشرک آیا، رسولِ

Marfat.com

اکرم ﷺ کی تلوار درخت سے لٹکی ہوئی تھی۔ اس نے میان میں سے تلوار باہر نکالتے ہوئے کہا کہ، ''آپ مجھ سے ڈرتے ہیں؟'' آپ نے فرمایا ''نہیں'' کہنے لگا مجھ سے آپ کو کون بچائے گا؟ آپ نے فرمایا ''اللہ''۔

ابو بکر اسماعیلی نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ اس نے کہا ''آپ کو مجھ سے کون بچائے گا؟'' نبی کریم ﷺ نے تلوار پکڑتے ہوئے فرمایا، ''تجھے مجھ سے کون بچائے گا؟'' اس نے کہا، ''آپ بہترین پکڑنے والے ہو جایئے'' آپ نے فرمایا، ''کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں؟'' اس نے کہا ''یہ گواہی تو نہیں البتہ وعدہ کرتا ہوں کہ نہ تو آپ سے لڑوں گا اور نہ ہی آپ سے لڑنے والوں کا ساتھ دوں گا۔ چنانچہ آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ اپنے ساتھیوں کے پاس آیا تو کہنے لگا، ''میں بہترین انسان کے پاس سے تمہارے پاس آیا ہوں۔''

(ریاض الصالحین جلد اول ص ۶۴-۶۵)

مجاہدہ کا بیان

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ عبادت کے لئے رات کو کھڑے رہتے۔ یہاں تک کہ قدمِ مبارک پھٹنے کے قریب ہو جاتے۔ میں نے عرض کیا، ''یارسول اللہ! ایسا کیوں کرتے ہیں جب کے اللہ تعالیٰ نے آپ کے سبب آپ کے اگلے پچھلوں کے گناہ معاف کر دیئے۔ آپ نے فرمایا ''کیا میں اس کا (اللہ) شکر گزار بندہ بننا پسند نہ کروں۔''

(ریاض الصالحین جلد اول ص ۵۷ بحوالہ بخاری و مسلم شریف)

Marfat.com

سنت اور اس کے آداب پر محافظت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، "منکر کے سوا میری تمام امت جنت میں داخل ہو گی"۔ عرض کیا گیا، "یا رسول اللہ ﷺ انکار کرنے والا کون ہے؟" آپ نے فرمایا "جس نے میرا حکم مانا وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔" (ریاض الصالحین جلد اول ص ۱۰۵ بحوالہ بخاری شریف)

نیکی کا حکم اور برائی سے ممانعت

حضرت ابو سعید حذری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسولِ اکرم ﷺ کو فرماتے سنا۔ تم میں جو شخص کسی برائی کو دیکھے تو اسے ہاتھ سے بدل ڈالے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے اور یہ بھی نہ کر سکے تو دل سے ہی برا جانے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

(ریاض الصالحین جلد اول ص ۱۲۱ بحوالہ مسلم شریف)

ادائیگی امانت کا حکم

حضرت حذیفہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا،

"(قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع کرے گا، مومن کھڑے ہوں گے یہاں تک کہ جنت ان کے قریب کر دی جائے گی۔ وہ آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کریں گے، "اے ہمارے باپ! ہمارے لئے جنت کھلوایئے" آپ فرمائیں گے، "تمہارے جنت سے نکلنے کا سبب تمہارے باپ کی خطا ہی تو ہے، میں اس لائق نہیں۔ میرے بیٹے حضرت ابراہیم خلیل اللہ

Marfat.com

علیہ السلام کے پاس جاؤ۔" وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ بھی یہی فرمائیں گے، "میں اس لائق نہیں۔ میں تو دور دور سے خلیل اللہ تھا، موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔" موسیٰ علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا۔ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے تو وہ فرمائیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ وہ اللہ کا کلمہ اور روح ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے "میں اس لائق نہیں" پھر نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گے، آپ کھڑے ہوں گے آپ کو اجازت ملے گی۔ امانت اور صلہ رحمی (دونوں) پلِ صراط کے دائیں بائیں کھڑی ہوں گی، تم میں سے پہلا گروہ بجلی کی طرح گزرے گا۔ میں نے عرض کیا آپ پر میری ماں باپ فدا ہوں۔ بجلی کی مثل گزرنا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ کس طرح پلک جھپکتے گزرتی اور واپس لوٹتی ہے۔ پھر ہوا کی طرح، پھر پرندوں کی طرح اور پھر (ایک گروہ) تیز دوڑنے والے انسانوں کی طرح گزرے گا۔ حسبِ اعمال سب کا گزرنا ہوگا اور تمہارے نبی ﷺ پلِ صراط پر کھڑے ہو کر دعا مانگ رہے ہوں گے، "اے رب سلامتی کے ساتھ (گزار)" جب لوگوں کے اعمال عاجز ہو جائیں گے یہاں تک کہ ایک آدمی نہ چل سکنے کے باعث سرینوں کے بل گھسٹتا ہوا آئے گا۔ پلِ صراط کے دونوں طرف آنکڑے لٹک رہے ہوں گے جن کے پکڑنے کا حکم ہوگا انہیں پکڑ لیں گے۔ بعض لوگوں کو خراشیں آئیں گی لیکن بچ نکلیں گے اور کچھ لوگ دوزخ میں گرا دیئے جائیں گے۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضے میں ہر ذی روح کی جان ہے بے شک جہنم کی گہرائی ستر سال کی مسافت ہے۔

(ریاض الصالحین حصہ اول ص ۱۳۲ مسلم)

عورتوں کے متعلق احکام

حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں "میں نے عرض کیا، "یارسول اللہ! ہماری عورتوں کے ہمارے ذمہ کیا حقوق ہیں؟" آپ نے فرمایا، "جب کھانا کھاؤ انہیں بھی کھلادو، لباس پہنو تو انہیں

Marfat.com

بھی پہنادو، چہرے پر مت مارو، بری باتیں نہ کہو اور گھر کے اندر کے سوا قطع تعلق نہ کرو۔" (ریاض الصالحین جلد اول ص ۷۰ بحوالہ مسلم شریف)

خاوند کے حقوق

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، "جب کوئی عورت دنیا میں اپنے خاوند کو ایذا پہنچاتی ہے تو حور عین سے اس کی بیوی کہتی ہے، "اللہ تجھے ہلاک کرے، اسے نہ ستا، وہ تمہارے پاس ہے عنقریب وہ تجھ سے جدا ہو کر ہماری پاس آئے گا۔"

(ریاض الصالحین جلد اول ص ۲۷۳ بحوالہ ترمذی شریف)

اہل و عیال پر خرچ کرنا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، "ایک دینار وہ ہے جسے تو نے اللہ کی راہ میں خرچ کیا، ایک دینار غلام آزاد کرانے میں خرچ کیا، ایک دینار مسکین کو صدقہ دیا اور ایک دینار اپنے اہل و عیال پر خرچ کیا۔ ان سب میں زیادہ ثواب والا وہ دینار ہے جو تو نے اہل و عیال پر خرچ کیا۔" (ریاض الصالحین جلد اول ص ۷۴ بحوالہ مسلم شریف)

والدین سے حسنِ سلوک اور صلہ رحمی

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں ایک شخص بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا اور عرض کیا میں آپ کے دستِ اقدس پر ہجرت اور جہاد کی بیعت کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے ثواب کا طالب ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ کیا ترے والدین میں سے کوئی ایک زندہ ہے؟ اس

Marfat.com

نے عرض کیا، جی ہاں! بلکہ دونوں زندہ ہیں۔ آپ نے فرمایا، تو اللہ تعالیٰ سے ثواب کا طلب گار ہے؟ عرض کیا، جی ہاں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اپنے والدین کی طرف لوٹ جا اور ان سے حسنِ سلوک کر۔

(ریاض الصالحین جلد اول ص ۱۸۸ بحوالہ بخاری و مسلم شریف)

والدین کی نافرمانی اور قطع رحم کی حرمت

حضرت ابو ہریرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اکرم ﷺ نے فرمایا، "کیا میں تمہیں بہت بڑے کبیرہ گناہ کے بارے میں نہ بتاؤں۔ تین مرتبہ فرمایا۔ ہم نے عرض کیا، ہاں کیوں نہیں یارسول اللہ! آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کی نافرمانی کرنا۔ آپ ٹیک لگائے ہوئے تھے، پھر اٹھ بیٹھے فرمایا سنو! جھوٹی بات اور جھوٹی گواہی آپ مسلسل فرماتے رہے۔ یہاں تک کہ ہم نے کہا، کاش آپ خاموش ہو جائیں۔

(ریاض الصالحین جلد اول ص ۱۹۶ بحوالہ مسلم شریف)

فضائلِ قرآن

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اکرم ﷺ سے سنا، آپ فرماتے تھے قرآن پاک پڑھو۔ بے شک یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کرے گا۔ (ریاض الصالحین جلد دوم ص ۵۱ بحوالہ مسلم شریف)

وضو کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، "میری امت کو قیامت کے دن اس حالت میں بلایا جائے گا کہ وضو

Marfat.com

کے آثار سے ان کے اعضاء روشن ہوں گے - پس تم میں سے جو شخص اپنی چمک بڑھا سکتا ہے تو وہ ایسا کرے (یعنی اعضاء کو اچھی طرح اور زیادہ دھوئے)۔"

(ریاض الصالحین جلد دوم ص ۶۲ بحوالہ مسلم شریف)

فضیلتِ اذان

حضرت عبداللہ بن عمرو ابنِ عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے فرمایا:

"جب تم اذان سنو تو اسی طرح کہو جس طرح موذن کہتا ہے پھر مجھ پر درود شریف بھیجو، جس نے مجھ پر ایک بار درود شریف بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل کرتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ سے میرے لئے وسیلہ طلب کرو، کیونکہ جنت کی ایک منزل ہے وہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف ایک بندوں کے لائق ہے اور مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہی ہوں - پس جس نے میرے وسیلہ کا سوال کیا، اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔"

(ریاض الصالحین جلد دوم ص ۷۶ بحوالہ مسلم شریف)

فضائلِ نماز

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے حضورِ اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا، "بتاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازے کے سامنے ایک نہر گزرتی ہو اور وہ ہر دن اس سے پانچ مرتبہ غسل کرے تو کیا اس

Marfat.com

پر کچھ میل کچیل باقی رہے گا؟"

صحابہ کرام نے عرض کیا، "اس پر کچھ میل کچیل باقی نہیں رہے گا۔"

آپ نے فرمایا، "پانچ نمازوں کی یہی مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے خطاؤں کو مٹادیتا ہے۔" (ریاض الصالحین جلد دوم ص ۶۹ بحوالہ بخاری و مسلم شریف)

صبح اور عصر کی نماز کی فضیلت

حضرت ابو زہیر عمار بن رویبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا وہ شخص ہر گز جہنم میں داخل نہ ہو گا جس نے سورج کے طلوع ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے اور غروب ہونے سے پہلے یعنی صبح اور عصر کی نماز ادا کی۔

(ریاض الصالحین جلد دوم ص ۷۰ بحوالہ مسلم شریف)

مساجد کی طرف چلنے کی فضیلت

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ نماز کے بارے میں سب سے زیادہ ثواب پانے والے وہ لوگ ہیں جو سب سے زیادہ دور چل کر آتے ہیں اور جو آدمی نماز کا انتظار کرتا ہے یہاں تک کہ امام کے ساتھ نماز ادا کرتا ہے اس کا ثواب اس شخص سے بہت زیادہ ہے جو نماز پڑھ کر سو جاتا ہے۔

(ریاض الصالحین جلد دوم ص ۷۳ بحوالہ بخاری و مسلم شریف)

نماز باجماعت کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا آدمی کی باجماعت نماز (کا ثواب) گھر اور بازار کی نماز سے

Marfat.com

پچیس گنا زیادہ ہے اور یہ اس لئے کہ جب وہ اچھی طرح وضو کرتا ہے پھر وہ محض نماز کے لئے مسجد کی طرف نکل پڑتا ہے تو وہ کوئی قدم نہیں اٹھاتا مگر اس کے بدلے اس کا ایک درجہ بلند کیا جاتا ہے اور اس کی ایک خطا مٹادی جاتی ہے۔ پس جب وہ نماز پڑھتا ہے تو جب تک اپنے مصلیٰ پر رہتا ہے فرشتے اس کے لئے رحمت کی دعا مانگتے رہتے ہیں جب تک کہ بے وضو نہ ہو۔ فرشتے کہتے ہیں۔

''اے اللہ! اس پر رحمت فرما اے اللہ! اس پر رحم فرما اور جب تک وہ نماز کے انتظار میں رہتا ہے نماز ہی میں رہتا ہے۔ (بخاری، مسلم ص ۴۷، ریاض الصالحین جلد دوم)

فرض نمازوں کی پابندی کا حکم اور چھوڑنے پر سخت وعید اور ممانعت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سے پہلے جس بات کی پوچھ گچھ ہوگی وہ نماز ہے اگر یہ درست ہوئی تو نجات پائے گا اور مقصد حاصل کرلے گا اور اگر اس میں خرابی ہوئی تو وہ ناکام ہوا اور اس نے نقصان اٹھایا اگر اس کے فریضہ میں کچھ کمی ہوئی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا دیکھو! کیا میرے بندے کی کوئی نفلی عبادت بھی ہے پس اس کے ساتھ فرض کی تکمیل کی جائے گی پھر باقی تمام اعمال کا حساب بھی اسی انداز پر ہوگا۔

(ریاض الصالحین دوم ص ۸۱، بحوالہ ترمذی شریف)

صف اوّل کی فضیلت

حضرت براء بن عارض رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وسلم صف میں داخل ہو کر ایک سرے سے دوسرے سرے تک جاتے۔ ہمارے سینوں اور کندھوں کو چھوتے اور فرماتے جدا جدا نہ کھڑے ہو ورنہ تمہارے دلوں میں اختلاف پیدا ہوگا اور آپ فرماتے اللہ اور اس کے فرشتے اگلی صفوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔

(ریاض الصالحین جلد دوم ص ۸۴، بحوالہ ابوداؤد شریف)

سنت فجر کی تاکید

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی نفل نماز کا اتنا اہتمام نہ فرماتے جتنا صبح کی سنتوں کا۔

(ریاض الصالحین دوم ص ۸۷، بحوالہ بخاری و مسلم شریف)

آداب و فضائل جمعہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر جمعہ کی نماز کے لئے گیا، غور سے خطبہ سنا، اور خاموش رہا تو اس جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور مزید تین دن کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اور جس نے کنکریوں کو ہاتھ لگایا اس نے فضول کام کیا۔

(ریاض الصالحین دوم ص ۱۰۳، بحوالہ مسلم شریف)

مسواک کی فضیلت

حضرت عائشہ رضی للہ عنہا فرماتی ہیں ہم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مسواک اور وضو کا پانی تیار رکھتے۔ رات میں جس وقت اللہ تعالیٰ چاہتا آپ بیدار ہوتے، مسواک کرتے اور وضو کر کے نماز پڑھتے۔

(ریاض الصالحین جلد دوم ص ۱۱۷، بحوالہ مسلم شریف)

Marfat.com

فرضیتِ زکوٰۃ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف (حاکم بنا کر) بھیجا تو فرمایا: انہیں اس بات کی طرف بلاؤ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں - اگر وہ یہ بات مان لیں تو انہیں بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض کی ہیں اگر وہ اس بات کو تسلیم کریں تو انہیں آگاہ کرو کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض فرمائی ہے جو ان کے اغنیاء سے لے کر ان کے فقراء کو دی جائے -

(ریاض الصالحین جلد دوم ص ۱۲۲، بحوالہ بخاری و مسلم شریف)

روزے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے روزہ کے سوا انسان کا ہر عمل اس کے لئے ہے - روزہ میرے لئے ہے - میں ہی اس کا بدلہ دوں گا روزہ ڈھال ہے پس جب تم سے کسی کا روزہ ہو تو نہ بیہودہ باتیں کرے اور نہ شور مچائے اور کوئی شخص اسے گالی دے یا اس سے لڑائی کرے تو کہہ دے میں روزے دار ہوں اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے البتہ روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں جب روزہ افطار کرتا ہے خوش ہوتا ہے اور جب اپنے رب سے ملاقات کرے گا تو اپنے روزے کی وجہ سے خوش ہو گا -

(ریاض الصالحین جلد دوم، بخاری و مسلم ص ۱۲۷)

Marfat.com

غیبت کی حرمت اور زبان کی حفاظت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا- جانتے ہو غیبت کیا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں- آپ نے فرمایا اپنے مسلمان بھائیوں کے بارے میں ایسی باتیں کرنا جن کو وہ برا جانتا ہے- عرض کیا گیا یا رسول اللہ! بتایئے اگر وہ بات جو میں کہتا ہوں میرے اس بھائی میں موجود ہو- آپ نے فرمایا جو کچھ تم کہتے ہو اگر اس میں موجود ہے تو تم نے اس کی غیبت کی اور اگر اس میں نہیں ہے تو تم نے اس پر بہتان باندھا-

(ریاض الصالحین دوم ص ۲۵۵، بحوالہ مسلم شریف)

چغل خوری

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے تو فرمایا ان دونوں کو عذاب ہو رہا ہے اور انہیں (عملی اعتبار سے) کسی بڑے گناہ کی وجہ سے عذاب نہیں ہو رہا البتہ وہ بہت بڑا گناہ ہے (نتائج کے اعتبار سے) ان میں سے ایک چغل خوری کا مرتکب ہوتا تھا اور دوسرا اپنے پیشاب سے نہیں بچتا تھا-

(ریاض الصالحین دوم، بحوالہ بخاری و مسلم، ص ۲۶۶)

جھوٹ کی حرمت

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص میں چار عادات ہوں وہ پکا منافق

Marfat.com

ہے اور جس میں ان میں سے ایک عادت ہو اس میں منافقت کی ایک علامت ہے یہاں تک کہ اسے ترک کر دے جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو خیانت کرے، بات کرے تو جھوٹ بولے، وعدہ کرکے پورا نہ کرے اور جھگڑا کرے تو گالی گلوچ پر اتر آئے۔

(ریاض الصالحین دوم ص ۲۶۹، بحوالہ بخاری و مسلم)

وعدہ کی خلاف ورزی

حضرت عبداللہ ابن مسعود، حضرت عبداللہ ابن عمر اور حضرت انس رضی اللہ عنہم کا بیان ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہر وعدہ شکن کے لئے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہو گا، کہا جائے گا کہ یہ فلاں شخص کی عہد شکنی (کا جھنڈا) ہے۔ (ریاض الصالحین دوم ص ۲۹۹، بحوالہ بخاری و مسلم)

اجنبی عورت کے ساتھ خلوت

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

"عورتوں کے پاس جانے سے بچو"

ایک انصاری نے عرض کیا "دیور کے بارے میں کیا حکم ہے" تو آپ نے فرمایا "دیور تو موت ہے"

(ریاض الصالحین دوم، ص ۳۲۲، بحوالہ بخاری و مسلم)

استغفار اور اس کی فضیلت

ایک حدیث شریف میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کوئی بھی بندہ جب گناہ کر لیتا ہے اور پھر (اسی وقت نادم ہو کر) کہتا ہے۔

Marfat.com

''اے مرے پروردگار میں تو گناہ کر بیٹھا اب تو اس کو بخش دے۔'' تو اس کا پروردگار (فرشتو کے سامنے) فرماتا ہے، کیا میرے اس بندہ کو یقین ہے کہ اس کا کوئی پروردگار ہے جو گناہوں کو معاف بھی کرتا ہو اور ان پر پکڑ بھی کرتا ہے؟ (سن لو) میں نے اپنے اس بندہ کو بخش دیا پھر وہ بندہ جب تک خدا چاہتا ہے اس عہد پر قائم رہتا ہے پھر کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے تو پھر (نادم ہو کر) کہتا ہے ''اے میرے پروردگار میں یہ ایک گناہ اور کر بیٹھا تو اس کو بھی بخش دے۔ تو اللہ تعالیٰ (فرشتوں سے) فرماتے ہیں۔ ''میرے اس بندہ کو یقین ہے کہ اس کا کوئی پروردگار ہے جو گناہ معاف بھی کرتا ہے اور ان پر مواخذہ بھی کرتا ہے؟ (سن لو) میں نے اس کو (پھر) معاف کر دیا۔ پھر جب تک خدا چاہے وہ گناہوں سے باز رہتا ہے پھر اور کوئی گناہ کر بیٹھتا ہے تو پھر (نادم ہو کر) کہتا ہے ''اے میرے پرزوردگار میں تو پھر یہ اور گناہ کر بیٹھا تو اس کو بھی بخش دے۔'' اللہ تعالیٰ پھر (فرشتوں سے) فرماتے ہیں، میرے اس بندے کو یقین ہے کہ اس کا کوئی پروردگار ہے جو گناہوں کو معاف بھی کرتا ہے اور ان پر سزا بھی دیتا ہے (سنو) میں نے اپنے اس بندے کو پھر معاف کر دیا۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے) تین مرتبہ اس بندے کے گناہ اور توبہ کرنے کا ذکر فرمایا اور (اس کے بعد) فرمایا پس اسی طرح جو چاہے کرتا رہے (یعنی ہر گناہ کے بعد توبہ کرتا رہے) (حصن، حصین ص ۲۸۵)

یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ وہ ہمارے گناہ معاف فرمادیتا ہے، لیکن اس کے کرم پر نظر رکھ کر گناہوں پر اصرار نہیں کرنا چاہئے کہ اس سے دل سیاہ ہو جاتا ہے اور بندہ کفر تک پہنچ جاتا ہے (مظہری)

Marfat.com

عورت کا اپنے خاوند کے علاوہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا منع ہے۔ خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ کرے

حضرت زینب بنت ابو سلمہ رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں میں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی جب ان کے والد ابو سفیان بن حرب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تھا انہوں نے خوشبو منگوائی جس میں زرد رنگ کا خلوق (ایک قسم کی خوشبو) یا کوئی اور خوشبو ملی ہوئی تھی اسے ایک لونڈی نے لگایا پھر اپنے رخساروں پر ملا پھر فرمایا قسم خدا! مجھے خوشبو کی حاجت نہیں لیکن میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ منبر پر فرماتے تھے کسی عورت کے لئے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتی ہو۔ جائز نہیں کہ وہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے البتہ خاوند پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔ حضرت زینب فرماتی ہیں پھر میں حضرت زینبت بنت جحش رضی اللہ عنہ کے پاس گئی جب ان کے بھائی کا انتقال ہوا انہوں نے خوشبو منگا کر (اپنے چہرے پر) لگائی پھر فرمایا قسم خدا! مجھے خوشبو کی ضرورت نہیں لیکن میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ منبر پر فرماتے تھے۔ اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھنے والی عورت کسی کے لئے جائز نہیں کہ خاوند کے علاوہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرے۔

(ریاض الصالحین، جلد دوم بحوالہ بخاری، مسلم ص ۳۸۶)

Marfat.com

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کی فضیلت

ایک حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ کے چہرۂ مبارک سے خوشی اور مسرت کے آثار ظاہر ہو رہے تھے، تو آپ نے فرمایا کہ میرے پاس (ابھی ابھی) جبرئیل آئے اور کہا: آپ کے پروردگار نے فرمایا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کیا تم بشارت سے خوش نہ ہوگے کہ تمہاری امت سے جو شخص بھی تم پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا میں اس پر دس بار رحمتیں نازل کروں گا اور تمہاری امت میں سے جو شخص بھی تم پر ایک مرتبہ سلام بھیجے گا تو میں دس مرتبہ اس پر سلامتی نازل کروں گا۔ (حصن حصین ص ۳۳۶)

Marfat.com

عیدِ میلاد النبی

حضرت ابوطالب بن عبدالمطلب المتوفی سنہ ۳ قبل ہجرت

وَعَرَضْتَ دِيْنًا لَا مَحَالَةَ اَنَّهُ
مِنْ خَيْرِ اَدْيَانِ الْبَرِيَّةِ دِيْنًا

اور آپ نے وہ دین عطا کیا جو یقیناً دنیا کے بہترین ادیان میں سے ہے۔

حضرت حمزہ بن عبدالمطلب الشہید ۳ھ

وَاَحْمَدُ مُصْطَفًى فِيْنَا مُطَاعًا
فَلَا تَغْشَوْهُ بِالْقَوْلِ الْعَنِيْفِ

اور احمدؐ ہم میں برگزیدہ ہستی ہیں وہ مخدوم و مُطاع ہیں جن کی اطاعت لازمی ہے
لہٰذا ان کی شان میں تم کوئی گستاخانہ لفظ مُنہ سے نہ نکالنا۔

حضرت فاطمۃ الزہرا المتوفیہ ۱۱ھ

يَا خَاتَمَ الرُّسُلِ الْمُبَارَكُ ضَوْءُهُ
صَلّٰى عَلَيْكَ مُنَزِّلُ الْقُرْاٰنِ

اے خاتمِ مُرسلین! آپ تو برکت و سعادت کا وہ سرچشمہ ہیں
جس پر قرآن مجید نازل فرمانے والے نے دُرود و سلام بھیجا ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ المتوفی ۱۳ھ

تَصَلَّى الْمَلِيْكُ وَلِيُّ الْعِبَا
دِ وَرَبُّ الْعِبَادِ عَلٰى اَحْمَدَ

دُرود و سلام بھیجا ہے احمد (مصطفٰے) پر اس نے جو قادرِ
مطلق ہے اور اپنے بندوں کا والی اور پالنہار ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

بحضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم

بلغ العُلیٰ بکمالہٖ

کشف الدُّجیٰ بجمالہٖ

حَسُنت جمیعُ خصالِہٖ

صلّوا علیہ وآلہٖ

علیہ الصلوٰۃ والسلام

کلام شیخ سعدیؒ

کتبہ گوہر قلم

Marfat.com

بحضور سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم

بلغ العُلٰی بکمالہٖ

کشف الدُّجٰی بجمالہٖ

حَسُنَت جمیعُ خِصالہٖ

صلّوا علیہ وآلہٖ

علیہ الصلوٰۃ والسلام

کلامِ شیخ سعدیؒ

کتبہٗ گوہر قلم

Marfat.com